# ماہنامہ پاک جمہوریت
لاہور

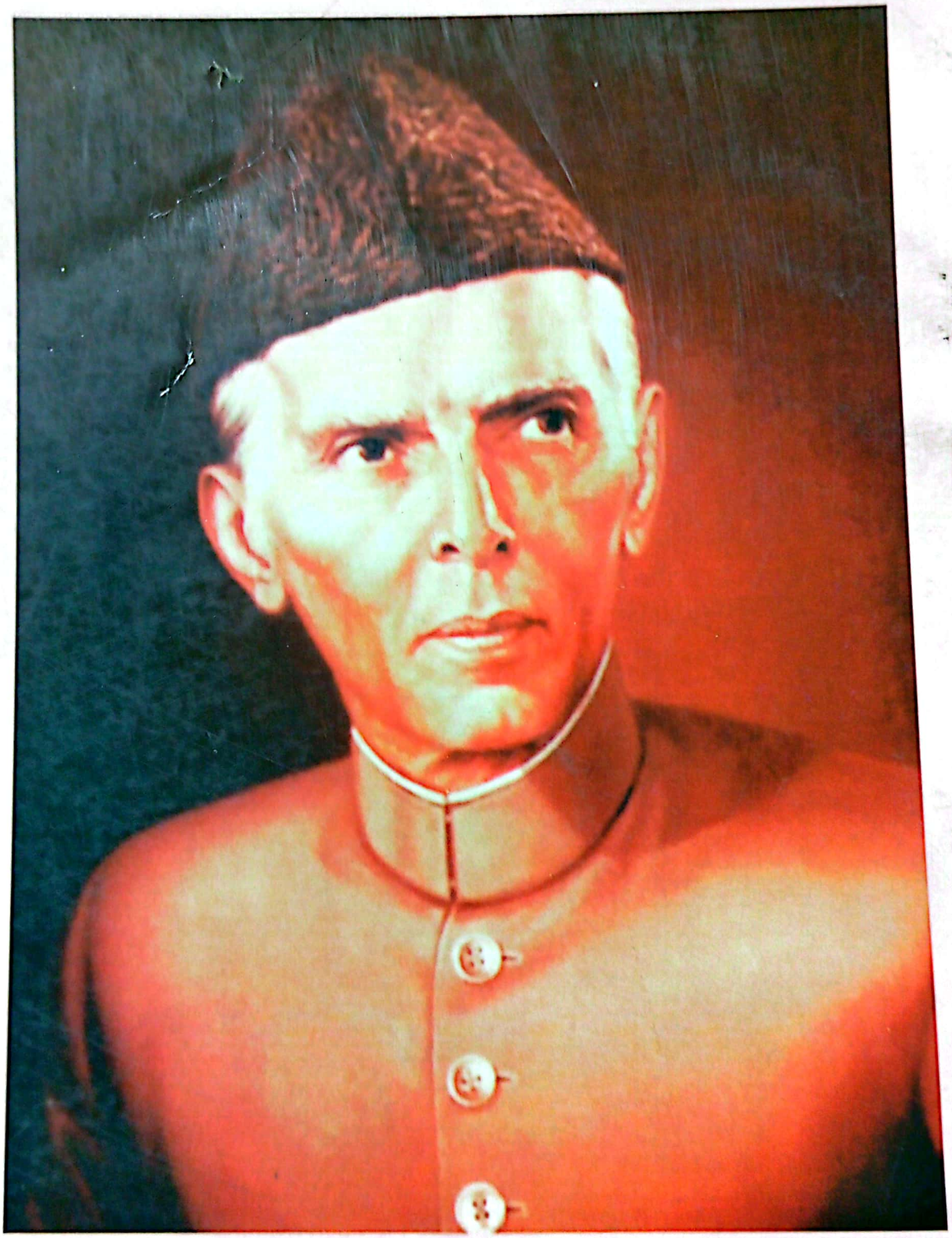

Scanned with CamScanner

صدر جنرل پرویز مشرف اپنی کتاب ''سب سے پہلے پاکستان'' کی تقریب رونمائی سے خطاب کررہے ہیں۔ 21-10-06

صدر جنرل پرویز مشرف نادرا ہیڈکوارٹر اسلام آباد میں
نادرا کیاسک سنٹر کا افتتاح کررہے ہیں۔ 12-10-06

صدر جنرل پرویز مشرف فیصل مسجد اسلام آباد میں نمازعید
کے بعد دعا مانگ رہے ہیں۔ 25-10-06

Scanned with CamScanner

وزارت اطلاعات ونشریات کا جریدہ

ماہنامہ

# پاک جمہوریت

لاہور

نگران اعلیٰ میاں شفیع الدین

نگران اقبال سکندر

★ ★ ★ ★

مدیر اعلیٰ قائم نقوی

مدیر سید عاصم حسنین

جلد 47 شمارہ نمبر 12 رجسٹرڈ نمبر LRL 82

دسمبر 2006ء تزئین : محمد یونس

قیمت عام شمارہ 10 روپے

زرسالانہ 100 روپے

ریجنل پبلی کیشنز آفس

ڈائریکٹوریٹ جنرل آف فلمز اینڈ پبلیکیشنز

32-A حبیب اللہ روڈ

لاہور

فون: 042-6305316,042-6305906


حکومت پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کے محکمہ تعلیم کی طرف سے سکولوں اور لائبریریوں کے لئے منظور شدہ

## فہرست دسمبر 2006ء


| | | |
|---|---|---|
| **نذرانۂ عقیدت** | | |
| حمد باری تعالیٰ | سرور انبالوی | ۲ |
| نعت رسول مقبولؐ | فرخ راجا | ۲ |
| **نذر قائد** | | |
| حضرت قائداعظم محمد علی جناح | زیب ظفری لنگاہی | ۳ |
| قائداعظم زندہ باد | پیرزادہ حمید صابری | ۴ |
| پیام جمہوریت | اکرم سحر فارانی | ۴ |
| **مضامین** | | |
| حضرت عبادہ بن الصامت انصاریؓ | محبت حسین | ۵ |
| درود شریف کے فضائل | ایس ایچ شاد | ۷ |
| ہمارے قائد | خالد بھوترال | ۱۰ |
| قائداعظم بحیثیت انسان دوست | ڈاکٹر محمود الرحمٰن | ۱۲ |
| مولانا ظفر علی خان | مہوش بلال | ۱۵ |
| آئی ٹی کلچر اور فروغ ٹیکنالوجی | سید انوار غالب | ۱۷ |
| ناظم یونین کونسل گولڑہ شریف ملک افتخار احمد اعوان | محمد صابرین | ۲۰ |
| **بچوں کے لئے** | | |
| وطن کے در و بام روشن کروں گا | احسن سعید رحمانی | ۲۲ |
| مرغے والی بڑھیا | سلطان کھاروی | ۲۲ |
| بندر کا خرگوش سے انٹرویو | محیط اسماعیل | ۲۳ |
| فلسطینی بچے | اعجاز احمد فکرال | ۲۸ |
| **متفرق** | | |
| پرندے...... جواڑ نہیں سکتے | واجد علی | ۳۱ |
| غذائی مصنوعات کی خریداری | نسرین اختر | ۳۴ |
| لڑکے لڑکیوں میں تفریق نہ رکھیں | ڈاکٹر نادیہ سلیم | ۳۶ |
| کرہ ہوائی...... ہوا کا غلاف | ڈاکٹر غزالہ نسیم | ۳۹ |
| **طب وصحت** | | |
| زیتون...... متعدد امراض کا موثر علاج | مبین امیر | ۴۳ |
| شہد...... غذا بھی دوا بھی | سعید احمد ساجد | ۴۵ |
| سرورق: | محمد یونس | |



ادارہ مطبوعات پاکستان نے فریدیہ آرٹ پریس انٹرنیشنل چوک سردار چپل لاہور سے چھپوا کر 32-A حبیب اللہ روڈ لاہور سے شائع کیا

سرور انبالوی

## حمد باری تعالیٰ

نام ہونٹوں پہ سجا ہے تیرا
ہر کوئی مدح سرا ہے تیرا

غنچہ و گل میں ہے تیری خوشبو
سارے گلشن میں ہے چرچا تیرا

جو تری ذات کا منکر تھا سدا
وہ بھی ڈھونڈے ہے سہارا تیرا

سب امیدیں مری بر آئی ہیں
نام جب بھی لیا مولا تیرا

ذرہ ذرہ ہے فروزاں تجھ سے
ذرہ ذرہ میں ہے جلوا تیرا

قلبِ مضطر نے سکوں پایا ہے
نام دیتا ہے سنبھالا تیرا

تیری قدرت کے ہیں جلوے ہر سُو
نُور ہر سمت ہے پھیلا تیرا

ہے گدا در کا زمانہ تیرے
اور شہنشاہ بھی منگتا تیرا

دل کی دنیا میں چراغاں تجھ سے
ظلمتِ شب میں اُجالا تیرا

فرخ راجا

## نعت رسول مقبول ﷺ

بامِ سدرہ پہ سجے نقشِ قدم دیکھتے ہیں
ہر بلندی کو ترے سامنے خم دیکھتے ہیں

کیا ہے اوقات ہماری کہ لکھیں تیری ثنا
خود کو تکتے ہیں کبھی اپنا قلم دیکھتے ہیں

کیسے ممکن ہے کہ جائیں وہ کسی غیر کے پاس
بے طلب بھی جو ترا حسنِ کرم دیکھتے ہیں

آنے والوں سے لیا کرتے ہیں خاکِ طیبہ
چومتے ہیں کبھی اس خاک کو ہم دیکھتے ہیں

دل فقط تیری حضوری کی دعائیں مانگے
خشک آنکھیں بھی ترے ہجر میں نم دیکھتے ہیں

فخر کر جتنا بھی کر سکتا ہے فرخ راجا
مدح خوانوں میں ترا نام رقم دیکھتے ہیں



Scanned with CamScanner

## معمارِ پاکستان

# حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ

اہلِ پاکستان پر تیرا عظیم احسان ہے
مردِ مومن تھا تُو بے شک یہ مرا ایمان ہے

خون کے چھینٹوں سے سینچا تُو نے گلزارِ وطن
پھول کی صورت شگفتہ ہو گئے خارِ وطن

نعمتِ حریتِ قوم و وطن تجھ سے ملی
ہر طرف شادابیٔ صحنِ چمن تجھ سے ملی

دم سے تیرے پائی ہیں ہم نے وطن کی رونقیں
غمزدوں کو تجھ سے ہی حاصل ہوئی ہیں عزتیں

تُو نے اہلِ کفر کو دانش سے اپنے مات دی
اور عنانِ کار سب لے کر ہمارے ہات دی

ہندوؤں اور اہلِ یورپ کی ذرا چل نہ سکی
شمعِ باطل خانۂ اسلام میں جل نہ سکی

کشتیٔ ملت نکالی کفر کے طوفان سے
کر دیا بیدار ہم کو جذبۂ ایمان سے

تُو نے سکھلائے مسلمانوں کو درسہائے خودی
تُو نے بخشا اہلِ ایماں کو وقارِ زندگی

تھی مسلّم عالمِ امکاں میں شخصیت تری
کافروں کے دل پہ تھی چھائی ہوئی ہیبت تری

صاحبِ ہوش و خرد، اے پیکرِ مہر و وفا
بیگماں ہر فردِ ملت تیرا گرویدہ رہا

دشمنانِ دین سب لرزاں تھے تیرے نام سے
اہلِ باطل ہر زماں ترساں تھے تیرے نام سے

تُو ہمارا دل ہے اور تُو ہی ہماری جان ہے
تُو ہماری آرزو ہے سوز ہے ارمان ہے

تجھ سے ہی اقلیمِ پاکستان کی پہچان ہے
تُو ہمارا اصل میں معمارِ پاکستان ہے

ہے دعائے زیبؔ تجھ سے ہم میں بھی ایمان ہو
زیر اپنے ہر غنیمِ ملک پاکستان ہو



Scanned with CamScanner

پیرزادہ حمید صابری

## قائداعظم زندہ باد

پاک وطن پائندہ باد
قائداعظم زندہ باد
بھر کر جذبوں میں تاثیر
دے کر خوابوں کو تعبیر
لائی رنگ اس کی تدبیر
ٹوٹی غلامی کی زنجیر
کرکے وطن اپنا تعمیر
بخشی ہم کو یہ جاگیر
ہو گئے ہم سے بے گھر بھی
اس کی کوشش سے آباد
قائداعظم زندہ باد
جسم نحیف تھا لاکھ مگر
عزم و عمل کا تھا پیکر
خود دار و بیباک، نڈر
ہم کو ملا ایسا رہبر
سعی و عمل کے راستے پر
ہوا رواں بے خوف و خطر
حق کی نصرت لے کر ساتھ
ملت کی کرنے امداد
قائداعظم زندہ باد
جس سے سجی دل کی محفل
وہ ہے حرمت کے قابل
جس سے ہوئی آساں مشکل
جس نے دکھائی ہے منزل
ملک کیا جس نے حاصل
قائد وہ رہبر کامل
آج کے دن ہم سب مل کر
کیوں نہ منائیں اس کی یاد
قائداعظم زندہ باد

اکرم سحر فارانی

## پیام جمہوریت

قائداعظم کا اعجاز سیاست مرحبا
چھوڑ کر میرا وطن انگریز کو جانا پڑا
سر پہ جو کالی گھٹا تھی وہ یکایک چھٹ گئی
در کھلا زنداں کا زنجیر غلامی کٹ گئی
اب نہ وہ زندانِ ظلمت ہے نہ وہ صیاد ہے
زندگی کے قمقموں کی روشنی آزاد ہے
ہو گیا جمہور پر جمہوریت کا التفات
مل گئی ارضِ مقدس کو مصائب سے نجات
گلستاں میں جب بہار آئی ہے بردوشِ صبا
ٹہنیوں پر چہچہائے عندلیبِ خوش نوا
زندگی کو مل گیا ہے اقتدارِ زندگی
رہروؤں کو مل گئی ہے رہگزر معراج کی
اتحادِ باہمی کا یہ حسین اعجاز ہے
اب ہمارے قصرِ دل میں ارتقا کا راز ہے
کر رہا ہے اب تقاضا ہم سے جمہوری نظام
عام کر دیں امن و راحت کی شریعت کو عوام
مل کے چاروں بھائی کر لیں خوبصورت اتحاد
اک نہ اک دن ورنہ لے ڈوبے گا طوفانی فساد
وہ محبت، وہ مروت، وہ رفاقت چاہئے
زندہ رہنا ہے تو پہلی سی اخوت چاہئے
یہ تمنا مضطرب ہے آج بھی جمہور کی
شام کو پوشاک مل جائے سحر کے نور کی



Scanned with CamScanner

## عظیم المرتبت سپہ سالار

# حضرت عبادہ بن الصامت انصاریؓ

محبت حسین

حضرت عبادہؓ کا تعلق قبیلہ انصار کی شاخ خزرج سے تھا۔ والد کا نام قیس تھا جو اولین مسلمانوں میں سے تھے۔ بیعتِ عقبہ ثانیہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انصار کے دیگر بارہ حضرات کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو ہم جس طرح اپنے بیوی بچوں کے لئے حفاظت کا سامان کرتے ہیں، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی پورا پورا خیال رکھیں گے۔

مواخات کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور ابی مرثد الغوی کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں غزوہ بدر، غزوہ احد اور غزوہ خندق میں شرکت کی۔ ایک بار رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صدقات کی وصولی پر مامور فرمایا تھا اور فرمایا کہ ہدایات کی روشنی میں صدقات وصول کیے جائیں۔

حضرت عمرؓ نے جب اہلِ شام کی تعلیم دین وفقہ کے لئے معاذؓ بن جبل اور عبادہؓ کو بھیجا تو عبادہ ؓ حمص میں رہے اور جب ابوعبیدہؓ بن جراح لاذقیہ کی مہم کے ارادے سے روانہ ہوئے تو عبادہؓ کو اپنی جگہ قائم مقام مقرر فرمایا۔ آپؓ نے اس کے بعد الطرطوس فتح کیا۔ مصر کی فتح میں بھی آپؓ نے مجاہدانہ کردار ادا کیا۔ حضرت عمرؓ نے جب عمروؓ بن العاص کی مدد کے لئے چار ہزار مجاہد مقرر فرمائے تو ہر ہزار مجاہد پر ایک ایسا آدمی مقرر فرمایا جو بذات خود ہزار آدمی کے برابر جانثار تھا۔ یہ چار حضرات زبیر بن عوامؓ، مقداد بن الاسودؓ، عبادہؓ بن الصامت اور خارجہؓ بن خذافہ تھے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں لکھا کہ ''میں چار ہزار نفوس کی مدد روانہ کر رہا ہوں اور ہر ہزار پر ایک ایسا آدمی مقرر کر رہا ہوں جو خود بھی ایک ہزار مجاہدین کے برابر ہے۔''

مقوقس نے حضرت عمرو بن العاصؓ سے بات چیت کرنے کے لئے کچھ آدمی بھجوانے کو کہا تا کہ وہ کسی نتیجے پر پہنچ سکیں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے دس آدمی مقرر کیے جن میں حضرت عبادہؓ بھی تھے۔ مقوقس نے کہا کہ ''ہم طاقت میں زیادہ ہیں جبکہ تم کمزور اور غریب لوگ ہو، تم میں ہمارے مقابلے کی سکت کہاں؟ اس لئے تم واپس چلے جاؤ۔ میں تمہارے ہر آدمی کو دو، تمہارے امیر کو سو اور تمہارے خلیفہ کو ہزار دینار دے دیتا ہوں۔'' اس کے جواب میں حضرت عبادہؓ نے قرآن پاک کی یہ آیت پڑھی۔

ترجمہ: ''کتنی ہی تھوڑی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آ جاتی ہیں۔''

(البقرہ)

نیز فرمایا جہاں تک مقابلے کا تعلق ہے تو ہم میں سے ہر مسلمان صبح وشام اپنے

رب سے شہادت کی دعا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہماری معاشی حالت بھی اب ٹھیک ہے۔ ہمارے امیر اور خلیفہ کو یہی حکم ہے کہ تین باتیں آپ کے سامنے رکھیں ان میں سے جسے چاہتے ہو اختیار کر لو۔

پہلی بات یہ کہ آپ اسلام قبول کر لیں تو ہم واپس چلے جائیں گے۔ دوسری یہ کہ اسلام قبول کرنے میں پس و پیش ہو تو جزیہ دینے پر رضامند ہو جائیں ہم آپ کی حمایت، حفاظت اور دفاع کریں گے اور یہ منظور نہیں تو ہمارے مقابلے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

طرفین کے درمیان بابلیون کے قلعہ کے آس پاس جنگ ہوئی جس میں اللہ پاک نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔

مصر کی تمام فتوحات میں حضرت عبادہؓ، حضرت عمروؓ کی کمان میں لڑے اور بڑی بے جگری سے لڑے۔ انہوں نے اسکندریہ فتح کیا اور واپس شام آ گئے اور جزیرہ قبرص کی مہم میں شرکت کی۔ اس فتح میں بھی ان کا کردار نمایاں تھا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں آپؓ نے جمع و تدوین قرآن پاک میں بھی حصہ لیا۔ وہ سچی بات کہنے میں کسی کی رو رعایت نہ کرتے تھے۔ وہ فلسطین کے پہلے قاضی مقرر ہوئے نیز آپؓ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی 181 حدیثیں روایت کی ہیں۔

آپ کا وصال 72 سال کی عمر میں بیت المقدس میں ہوا۔ حضرت عبادہؓ ممتاز صحابی، عالم، فقیہہ، محدث، انتہائی متقی اور پارسا مجاہد تھے۔ انہوں نے اپنی جان سے زیادہ اسلام کے مقاصد کے لئے کام کیا۔ اپنے عقیدہ کی خاطر وہ سب کچھ بھول گئے تھے اور اپنے آپ کی پروا بھی نہ کرتے تھے۔ وہ دشمن پر بڑھ چڑھ کر حملے کرتے اور جنگ کی شدت اور حالات کی سنگینی کی کبھی پرواہ نہ کرتے۔ ان کے وجود سے مسلم سپاہ کا حوصلہ بڑھتا تھا۔ شہادت ان کی بہت بڑی آرزو تھی، موت کا خوف انہیں کبھی فکرمند نہ کر سکا بلکہ وہ اس کے متمنی رہتے تھے۔ وہ بڑے مدبر اور باشعور تھے، دشمن کے بارے میں پوری معلومات حاصل کر کے جنگ کا نقشہ تیار کرتے جو ہمیشہ صحیح ہوتا اور خدا کی نصرت پر ان کو اس قدر یقین ہوتا، کہ انہیں ہمیشہ فتح نصیب ہوتی۔ ان کا کردار ان کی سپاہ کو ان کی طرف کھینچتا اور محبت و اعتماد کا یہ رشتہ جنگی حکمت عملی میں ان کا معاون ہوتا۔ انہیں جو فرض سونپا جاتا اسے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی خدمت سے سرشار ہو کر سر انجام دیتے اور یہی سرشاری ان کی عظمت کی بہت بڑی دلیل ہے۔

☆☆☆☆

# درود شریف کے فضائل و برکات

ایس ایچ شاد

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجتے ہیں اس لئے اے ایمان والو تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو۔ (سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲)

حق تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بہت سے احکامات ارشاد فرمائے ہیں لیکن کسی حکم کے متعلق یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ میں اور میرے فرشتے یہ کام کرتے ہیں تم بھی کرو۔ صرف نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی نسبت پہلے اپنے اور بعد میں اپنے فرشتوں کی طرف کر کے فرمایا۔ اے مسلمانو، اے ایمان والو تم بھی کرو اور ساتھ فرمایا کہ اگر تم اس کام کی اہمیت سمجھ گئے ہو تو خوب کرو۔

احادیث مبارکہ اور درود شریف

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے دربار نبوت میں عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کثرت سے درود پڑھتا ہوں یا کثرت سے پڑھنا چاہتا ہوں تو کتنا پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تُو جتنا چاہے پڑھ، میں نے عرض کیا کہ باقی وظائف میں سے چوتھا حصہ پڑھ لیا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تُو جتنا چاہے پڑھ اور اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا میرے آقا اگر زیادہ میں بہتری ہے تو میں نصف درود شریف پڑھ لیا کروں، فرمایا تیری مرضی اور اگر اس سے زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو تہائی پڑھ لیا کروں؟ فرمایا تیری مرضی اگر اس سے زیادہ پڑھے تو تیرے لیے بہتر ہوگا۔ عرض کیا، اے آقا تو کیا میں سارا ہی درود شریف نہ پڑھ لیا کروں؟ یہ سن کر رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تُو ایسا کرے تو تیرے سارے کام سنور جائیں گے اور تیرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

از روئے احادیث مبارکہ درود شریف کی کثرت خطرات سے نجات، مال و اولاد اور دین و دنیا میں خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ درود شریف پڑھنے سننے اور پھیلانے میں دونوں جہاں کی خیر و فلاح مضمر ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب و شفاعت کا بہترین وسیلہ ہے۔

حضرت علیؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے روئے زمین پر گشت کرتے پھرتے ہیں جو میری امت کے درود و سلام مجھ تک پہنچاتے رہتے ہیں۔

چنانچہ ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر نماز اور نماز سے پہلے دعا کے اول و آخر میں اور رات کو جب فارغ بیٹھے ہوں تو نہایت ادب و احترام سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے رہا کریں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے

اوراس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس درجے بلند کردیئے جاتے ہیں۔

انسان لوگوں کا قرب حاصل کرنے کے لئے سو سو جتن کرتا ہے لیکن سرکارِ دو عالم رؤف الرحیم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل کرنا کتنا آسان ہے۔ایک دفعہ درود شریف پڑھیئے تو رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ بھی خوش ہوتا ہے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ جب وہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو تو اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہو اسے چاہیے کہ مجھ پر درود شریف کی کثرت کرے۔

دنیا جہان میں اس سے بڑی خوش قسمتی اور کامیابی کوئی نہیں کہ جس سے اس کا خدا اور رسولِ خدا راضی ہو جائے۔اس کی دنیا بھی بن گئی اور یقیناً آخرت بھی سنور گئی۔درود شریف پڑھنے میں محنت کم اور اجر زیادہ ہے۔

## فضائل درود شریف

درود ابراہیمی سب سے افضل درود ہے۔اس کے علاوہ بھی بہت سے درود شریف احادیث مبارکہ میں آئے ہیں جنہیں پڑھا جا سکتا ہے۔جو کوئی جس درود شریف کو یاد کر سکے پڑھ سکتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ پر روزانہ ایک ہزار دفعہ درود شریف پڑھنے والا مرنے سے پہلے اپنا محل جنت میں دیکھ لے گا۔

بندہ جب درود شریف پڑھتا ہے تو وہ تین قسم کے دریاؤں میں غوطہ لگاتا ہے، یعنی ایک نور توحید کا دریا، دوسرا نور نبوت کا دریا، تیسرا نور ولایت کا دریا۔جب بندے نے اللھم کہا تو رب تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ کی فضیلت کو پالیا اور تمام فضائل کو حاصل کر لیا۔صرف درود شریف کا پہلا لفظ اللھم جب کسی نے کہا تو اللہ تعالیٰ کے تمام اسمائے حسنیٰ کی تلاوت ہو گئی۔یہ ہے درود شریف پڑھنے والوں کی شان، یعنی پہلے انہوں نے اللھم پڑھتے ہوئے رتبہ ذکر الٰہی اور مرتبہ تعمیل سنت حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار رسالت و فضیلت میں غوطہ لگایا ہے۔سب سے زیادہ عظیم اور سلامتی والا ہے، اس میں غوطہ لگانے والے کو رحمت الٰہی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ڈھانپ لیتی ہے اور سب منور ہو جاتا ہے۔

## برائے حاجات درود شریف

حضرت ابوسلیمان درانیؒ فرماتے ہیں کہ جو کوئی چاہے کہ اس کی حاجتیں پوری ہوں تو دعا میں زیادہ سے زیادہ درود شریف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے۔دعا یا کوئی حاجت مانگنے سے پہلے درود شریف پڑھے اور آخر میں بھی درود شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ درود شریف کو فوراً قبول فرمائے گا اور جب اول و آخر درود شریف قبول ہو گا تو درمیان کا حصہ یعنی حاجت اور دعا بھی ضرور قبول ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص پر کوئی مشکل آئے یا کوئی حاجت ہو اس کو چاہئے کہ کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھے کیونکہ بکثرت درود شریف پڑھنا رنج و غم کو دور کرتا ہے اور رزق میں اضافہ کرتا ہے۔

## بروز جمعہ درود شریف کی فضیلت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے جمعہ کے دن مجھ پر درود شریف پڑھا تو قیامت کے دن وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ ایسا عظیم الشان نور ہو گا کہ اگر اس نور کو تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کر دیا جائے تو انہیں کفایت دی جائے گی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن مجھ پر سو بار درود بھیجا تو سو سال کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ آسمان سے فرشتے روانہ کرتا ہے کہ ان کے پاس سونے کے قلم اور



Scanned with CamScanner

صدر جنرل پرویز مشرف اور وزیراعظم شوکت عزیز
عید کے مبارک موقع پر 25-10-06

چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی اور سروسز چیف صدر جنرل پرویز مشرف
سے ایوان صدر اسلام آباد میں عید مل رہے ہیں۔ 25-10-06

صدر جنرل پرویز مشرف پرنس آف ویلز شہزادہ چارلس کا ایوان صدر
اسلام آباد پہنچنے پر استقبال کررہے ہیں۔ 30-10-06

Scanned with CamScanner

وزیراعظم آزاد کشمیر سردار عتیق الرحمٰن وزیراعظم شوکت عزیز کا
مظفرآباد ہیلی پیڈ پر استقبال کر رہے ہیں۔ 5-10-06

وزیراعظم شوکت عزیز نڑول خیمہ بستی مظفرآباد میں زلزلہ کے ایک سال
پورا ہونے پر متاثرین سے خطاب کر رہے ہیں۔ 5-10-06

وزیراعظم شوکت عزیز غریب اور ضرورت مند افراد میں وزیراعظم ہاؤس
اسلام آباد میں عیدی تقسیم کر رہے ہیں۔ 22-10-06

Scanned with CamScanner

چاندی کے کاغذ ہوتے ہیں، وہ جمعرات کے دن اور جمعرات کی شب میں جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہے اس کا نام لکھ لیتے ہیں۔

حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود شریف بھیجو اس لئے کہ میری امت کا درود جمعہ کے دن میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے لہٰذا جو مجھ پر زیادہ درود شریف پڑھنے والا ہوگا وہ مجھ سے زیادہ قریب ہوگا۔ (امام بیہقی)

بزرگانِ دین تاکید کرتے ہیں کہ کم از کم یومیہ ایک سو مرتبہ درود شریف پڑھنا چاہئے۔ اس سے قلب منور ہوتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ 313 مرتبہ روزانہ درود شریف پڑھا جائے کہ یہ دین و دنیا کا خزانہ ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب مجھ پر درود پڑھنے والا ہوگا۔

حضرت امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں کہ استغفار اور درود شریف میں سے درود کو بہتر جانو۔ تم درود شریف پڑھو اور استغفار کا کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر چھوڑ دو کیونکہ درود تو امرِ الٰہی ہے اس کے منظور نہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ دنیا میں درود شریف سے بڑھ کر ایمان والوں کے لئے کوئی نعمت نہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو درود شریف کے فضائل و برکات سے مالا مال فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆

تری دنیا جہانِ مرغ و ماہی
مری دنیا فغانِ صبحگاہی
تری دنیا میں مَیں محکوم و مجبور
مری دنیا میں تیری پادشاہی

بال جبریل

# ہمارے قائدؒ

خالد بھوترال

برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ انہیں محمد علی جناح کے روپ میں ایک عظیم قائد نصیب ہوا۔ جس نے اپنی ذہانت اور فطانت کے بل بوتے پر تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا اور ان میں ایک علیحدہ اور خود مختار وطن حاصل کرنے کا جذبہ اور امنگ پیدا کی' اور بالآخر علامہ اقبال کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کر دیا۔

قائداعظم سچے' کھرے اور صاف گو انسان تھے۔ آپ نے کبھی بناوٹ سے کام نہیں لیا۔ یہی وجہ ہے کہ دشمن بھی آپ کی عظمت کا نہایت خندہ پیشانی اور کشادہ دلی سے اعتراف کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ جب قائداعظم نے پشاور میں ایک جلسۂ عام سے خطاب کرنا تھا تو کانگریس نے اپنے ایجنٹوں سے مسلمانوں کو ورغلانے کی کوشش کی کہ مسٹر جناح سوٹ بوٹ پہنتے ہیں' سر پر انگریزوں جیسا ہیٹ رکھتے ہیں۔ اس طرح اپنے لباس سے وہ انگریزوں کے ایجنٹ دکھائی دیتے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ان سے بچ کے رہیں اور ان کے چنگل میں نہ پھنسیں۔ پیر بخش ایڈووکیٹ تک جب یہ بات پہنچی تو انہوں نے بانیٔ پاکستان سے کہا کہ چونکہ کانگریس آپ کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہی ہے اس لیے آپ شام کے جلسے میں انگریزی ہیٹ کی بجائے رومی ٹوپی رکھ لیں۔ محمد علی جناح اس درخواست کو سن کر غصے میں آ گئے اور جوش میں میز پر مکّہ مارتے ہوئے کہا: ''مسٹر پیر بخش میں ایسی سیاست پر یقین نہیں رکھتا جس کی بنیاد فریب اور مکّاری پر رکھی گئی ہو۔ میں مسلمانوں کو دھوکا نہیں دوں گا' میں جو لباس زیبِ تن کر کے آیا ہوں اسی میں خطاب کروں گا۔ اگر بانیٔ پاکستان چاہتے تو وہ لباس تبدیل کر سکتے تھے لیکن اس طرح ان کے قول اور فعل' ظاہر و باطن میں تضاد پیدا ہو جاتا۔ جس سے ان کی عظمت کے چاند کو گرہن لگنے کا خطرہ تھا۔ انہوں نے اعلیٰ ظرفی کا مظاہرہ کیا اور لوگوں کو بتایا کہ انسان کی پہچان لباس سے نہ کی جائے۔ بلکہ اس کے خیالات کو دیکھا جائے اگر وہ اچھائی کے راستے پر چلتا ہے تو اس کی پیروی کی جائے۔ اس کے نقشِ قدم پر چلنے کی سعی کریں۔ اگر وہ خود ہی پینترے بدلتا ہے تو پھر عوام کی راہنمائی کیا خاک کرے گا۔ ہمیں چاہئے کہ ہم جس شخص کو بھی اپنا راہنما بنائیں وہ اس کی اہلیت اور صلاحیت رکھتا ہو۔ صرف دولت مند نہ ہو' اثر و رسوخ والا نہ ہو بلکہ دوسروں کا ہمدرد اور غم خوار ہو۔

جو قومیں اپنے محسنوں کے لگائے ہوئے پودوں کو مرجھانے سے بچا لیتی ہیں وہی قومیں قابلِ ستائش' قابلِ تحسین ہوتی ہیں۔ ایسی قومیں ہی حکومت کرتی ہیں اور عوام کے مسائل کو سمجھتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ بانیٔ پاکستان لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے

ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ان کی عینک میز سے نیچے گر گئی۔ ماؤنٹ بیٹن نے کہا، مسٹر جناح آپ تو کہتے ہیں کہ میں کسی کے آگے نہیں جھکوں گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ آج آپ کس طرح جھکنے سے بچ سکتے ہیں۔ آج تو یقیناً آپ کا یہ اصول ختم ہو کر رہے گا۔ بانئ پاکستان مسکرائے اور انہوں نے اپنی جیب سے دوسری عینک نکال لی۔ ماؤنٹ بیٹن حیرانی سے قائداعظم کا منہ دیکھتے رہ گئے۔

ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہمارے قائد کبھی دشمن کے سامنے اپنا سر نہیں جھکاتے تھے بلکہ اپنی حکمت عملی سے دشمن کو اس بات پر مجبور کر دیا کرتے تھے کہ وہ اپنی شکست تسلیم کر لے۔ پاکستان کا قیام انگریز سامراج کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوا اور بالآخر انگریز کو برصغیر پاک و ہند سے کوچ کرنا پڑا۔

ڈھاکہ میں جب قائداعظم محمد علی جناح ایک عظیم الشان جلسۂ عام سے خطاب فرما رہے تھے تو اس وقت چند شرپسندوں نے بجلی بند کر دی اور لاؤڈ سپیکر کا نظام درہم برہم ہو گیا۔ انتظامیہ کے افراد نے کہا کہ سر اگر آپ پانچ منٹ اپنی تقریر روک دیں تو ہم متبادل بندوبست کر لیتے ہیں۔ قائداعظم نے فرمایا نہیں میں ایک منٹ بھی اپنی تقریر نہیں روک سکتا کیونکہ میرے خطاب کو صرف ڈھاکہ کے عوام ہی نہیں بلکہ پوری قوم سن رہی ہے۔ اگر میں نے تقریر روک دی تو دنیا بھر میں یہ تہلکہ مچ جائے گا کہ قائداعظم کا جلسہ ناکام ہو گیا ہے۔ انہیں عوام کی حمایت حاصل نہیں ہے، وہ عوام کے نمائندے نہیں ہیں۔

اس سے پتہ چلتا ہے کہ بانئ پاکستان کتنے دُور اندیش اور بیدار ذہن رکھنے والے راہنما تھے اور انہیں مسلمانوں کے حقوق کا کتنا خیال تھا اور وہ اس کے لیے کتنی قربانی دے رہے تھے۔

پھر چراغِ لالہ سے روشن ہوئے کوہ و دمن
مجھ کو پھر نغموں پہ اُکسانے لگا مرغِ چمن
پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار
اُودے اُودے، نیلے نیلے، پیلے پیلے پیرہن
بال جبریل

# قائداعظمؒ ...........بحیثیت انسان دوست

ڈاکٹر محمود الرحمٰن

آل انڈیا مسلم لیگ کا ۲۹ واں سالانہ اجلاس اپریل ۱۹۴۲ء میں یو پی کے قدیم شہر الہ آباد میں نہایت جوش و خروش کے ساتھ جاری تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح کرسی صدارت پر رونق افروز تھے۔ تحریک پاکستان کے حوالے سے کی جانے والی ولولہ انگیز تقریریں سامعین کو "لے کے رہیں گے پاکستان" کے فلک شگاف نعرے لگانے پر بہ صمیم قلب آمادہ کر رہی تھیں۔

اسی اجلاس کے دوران ایک مقرر نے قائداعظم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"جناب صدر! میں آپ کو مخلصانہ مشورہ دیتا ہوں کہ غریب غرباء سے بھی آپ رابطہ رکھیں۔"

اجلاس کے اختتام پر جب قائداعظمؒ نے فی البدیہہ صدارتی تقریر فرمائی تو معاً رُک کر متذکرہ بالا مقرر کی طرف دیکھا اور یوں مخاطب ہوئے۔

"میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا دل غریبوں کے ساتھ ہے۔ میں ان کی خدمت انجام دیتا رہتا ہوں۔ مجھے یقین واثق ہے کہ وہ مجھے اپنا خادم تصور کریں گے اور اگر میں ان کی خدمت انجام دینے میں کامیاب رہا تو یہ بات میرے لئے باعثِ مسرت ہوگی۔ میں اس امر کو اپنے لئے فخر و امتیاز کا سبب قرار دوں گا کہ میں غریب طبقے کے کام آیا اور ان کی زندگی کا معیار بلند کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔"

یہ محض ایک زبانی گفتگو نہ تھی بلکہ فی الواقع ہمارے محبوب و ہردلعزیز رہنما حضرت قائداعظمؒ ایک انسان دوست شخص تھے۔ ان کے دل میں غریبوں کے لئے ہمدردی کا بے پناہ جذبہ تھا۔ انہوں نے کبھی بھی نچلے طبقے کے لوگوں کو نظر انداز نہیں کیا اور نہ ان سے بے رُخی برتی۔ ان کی نظر میں تمام انسان برابر تھے۔ نہ کوئی چھوٹا تھا نہ بڑا' امیر تھا نہ غریب!

میں یہاں بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ کا ایک اثر انگیز پیغام درج کر رہا ہوں۔ جب کولمبو (سیلون) سے شائع ہونے والے ایک انگریزی جریدے نے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے یومِ ولادت کے موقع پر قائد سے مضمون کی فرمائش کی تو انہوں نے ۵ فروری ۱۹۴۵ء کو ایڈیٹر کے نام مندرجہ ذیل پیغام ارسال فرمایا:

"اس دنیا میں "اسلام" جمہوریت' امن اور انصاف قائم کرنے کے لئے آیا تھا۔ یہ مذہب مظلوم و مقہور انسانوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے آیا تھا۔ یہ دین انسانوں کے لئے برابری کا پیغام لے کر آیا تھا۔ اس مذہب کی نظر میں نہ کوئی امیر ہے نہ غریب' نہ کوئی بلند ہے نہ پست۔ سب یکساں حقوق کے مالک ہیں۔ اللہ کے آخری رسولؐ باہمی برابری کے اس مقصد کو بروئے کار لانے کے لئے ہمہ تن مصروف رہے۔ لہٰذا یہ بات ہر مسلمان کے لئے' چاہے وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں ہو نہایت ضروری ہے کہ وہ آنحضرتؐ

کے اس گراں مایہ اصول اور اسلام کی روشن روایات پر عمل درآمد کرتا رہے۔ وہ تمام انسانوں کے درمیان مساوات قائم رکھنے اور ان کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے سراپا سرگرم عمل رہے۔''

جیسا کہ سب جانتے ہیں قائداعظم محمد علی جناحؒ برصغیر کے نامی گرامی قانون دان تھے۔ اپنی پیشہ ورانہ صلاحیت اور قانونی موشگافی کی بدولت انہیں وکالت میں بڑی مقبولیت حاصل تھی۔ وہ نہایت اعلیٰ طریقے سے زندگی گزارتے تھے۔ دہلی اور بمبئی میں ان کی رہائش گاہ حد درجہ عالی شان تھی۔ پھر ان کے پاس کئی گھریلو ملازمین تھے مثلاً بٹلر، خدمتگار، آیا، باورچی، حمال، ڈرائیور، مالی، چوکیدار۔

قائداعظمؒ اپنے ان گھریلو ملازمین کے ساتھ نہایت مشفقانہ سلوک کیا کرتے تھے۔ ان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے، آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں شرکت کی وجہ سے وہ اکثر دورے پر رہتے، لیکن اپنے منشی کو خط لکھ کر ملازموں کا حال احوال پوچھتے رہتے۔ وہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو گھریلو خادموں کو تنخواہ دے دیا کرتے۔ اگر سفر میں ہوتے تو کئی روز پہلے منشی کو خط لکھتے کہ فلاں فلاں ملازم کو اتنی اتنی رقم بطور تنخواہ دے دی جائے۔

قائداعظمؒ کے اس مخلصانہ رویے کا اندازہ مندرجہ ذیل خط سے ہوتا ہے جو انہوں نے ۴ مئی ۱۹۴۴ء کو لاہور سے مسٹر چائے والا کو بمبئی ارسال کیا تھا۔ واضح رہے کہ قائد کچھ دنوں کے لئے کشمیر جانے کا پروگرام بنا چکے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ مسٹر چائے والا ان کے ملازمین کا خیال رکھیں:

''مجھے امید ہے کہ اس دوران آپ میرے بنگلے پر موجود تمام ملازمین کو ان کی تنخواہیں ادا کرتے رہیں گے۔ مجھے یہ بھی امید ہے کہ میرے سب ملازمین خیریت سے ہوں گے۔''

قائداعظمؒ دوران سفر کتنا ہی مصروف کیوں نہ ہوتے یا شملہ جیسے اہم مقام پر نہایت ضروری اجلاس میں شرکت کر رہے ہوتے، ملازمین کے آئے ہوئے خطوں کا جواب دینا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ ایسا ہی ایک خط ہری پور تحصیل کے ایک گاؤں کے رہنے والے عبدالستار کا ہے جو قائداعظمؒ کو دوران سفر ملا۔ یہ ملازم اپنے باپ کی بیماری کی خبر سن کر رخصت پر گھر چلا گیا تھا۔ وہاں اس کا والد وفات پا گیا۔ دوبارہ نوکری پر بحال ہونے کے لئے اس ملازم نے قائداعظمؒ کو اپنے ہاتھ سے ٹوٹی پھوٹی اردو میں ایک خط لکھا اور مدعا بیان کرنے کے بعد اس انداز میں التجا کی:

''تم میرا بانی کرکے میرے کو جواب دیوے کہ میں آجاؤں کہ نہیں اور اس کا واپسی جواب ضرور بر ضرور روانہ کریں اور آپ کو بھائی صاب سلام علیکم!''

یہ خط بٹلر عبدالستار نے اپنے آجر کو نومبر ۱۹۴۶ء کے وسط میں لکھا تھا اور انہیں ''تم'' اور ''بھائی صاب'' تک کہہ ڈالا تھا۔ اس وقت قائداعظمؒ اسلامیان ہند کے محبوب رہنما کے طور پر ہر دل پر حکمرانی کر رہے تھے۔ ہندو اور انگریز دونوں ان کی بصیرت و دانائی کا لوہا مانے ہوئے تھے۔ ساری دنیا انہیں ایک عظیم لیڈر تسلیم کر چکی تھی۔ قائداعظمؒ کا یہ جاہ و حشم، مقام و مرتبہ اور سرفرازی و سربلندی دیکھئے اور ٹوٹی پھوٹی اردو میں لکھے ہوئے مذکورہ خط کے انداز تحریر پر غور کیجئے۔ کوئی اور لیڈر ہوتا تو یقیناً ناک بھوں چڑھاتا اور چراغ پا ہو جاتا لیکن قائداعظمؒ نے اپنے ایک معمولی بٹلر کے خط کو نہایت غور سے پڑھا اور فوری یہ جواب بھیجا:

''مجھے آپ کا خط ملا۔ یہ معلوم



Scanned with CamScanner

کر کے مجھے بے حد دکھ ہوا کہ آپ کے والد صاحب وفات پا گئے۔

آپ کو ملازم رکھ کر مجھے انتہائی خوشی ہو گی۔ آپ ۵ دسمبر ۱۹۴۶ء کو بمبئی میں مجھ سے آ کر مل لیں۔ میں اس وقت بمبئی آ چکا ہوں گا۔" (ترجمہ)

اسی نوعیت کا ایک اَور خط روشن خاں کا ہے اس نے اپنے آجر (قائداعظمؒ) کو خط لکھ کر رخصت طلب کی۔ اس کا والد وفات پا گیا تھا اور اسے فوری گھر جانا تھا۔ ان دنوں قائد لاہور میں تھے اور اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود روشن خاں ملازم کو مندرجہ ذیل جواب ارسال کیا جس پر ۲۷ مارچ ۱۹۴۴ء کی تاریخ درج ہے:

"مجھے آپ کا خط ملا۔ آپ کے والد کی وفات کی خبر سن کر مجھے دلی صدمہ پہنچا۔ ہم لوگ ۱۰۔اپریل کو بمبئی پہنچ رہے ہیں۔ اگر آپ اس تاریخ سے پہلے رخصت پر گھر جانا چاہیں تو کسی قابل بھروسہ اور دیانت دار ملازم کو اپنی جگہ رکھوا دیں۔ آپ یہ خط مسٹر چائے والا کو دکھا دیں، وہ آپ کو مارچ کے مہینے کی تنخواہ ادا کر دیں گے۔

مجھے افسوس ہے کہ آپ کا خط مجھے بروقت نہیں مل سکا۔ اس لئے کہ میں مسلسل سفر میں تھا۔ چنانچہ جواب میں اسی وجہ سے تاخیر ہوئی۔"


مآخذات:

۱۔روزنامہ "ڈان"، دہلی، ۱۲۔اپریل ۱۹۴۲ء

۲۔شریف الدین پیرزادہ:
Foundations of Pakistan
جلد اول و دوم، کراچی، ۷۰۔۱۹۶۹ء

۳۔شمس الحسن، Plain Mr Jinnah
کراچی ۱۹۷۶ء

۴۔طوسی، ایم اے:
All India Muslim League
کراچی، ۱۹۷۶ء


☆☆☆☆

میں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل، طاؤس و رباب آخر!
میخانۂ یورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سُرور اوّل دیتے ہیں شراب آخر!

بالِ جبریل




Scanned with CamScanner

# مولانا ظفر علی خاںؒ

مہوش بلال

بابائے صحافت اور تحریک پاکستان کے نامور رہنما مولانا ظفر علی خاں ایک شعلہ نوا مقرر، بے باک صحافی، نڈر سیاسی رہنما اور قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کی صحافتی خدمات کی وجہ سے انہیں ''بابائے صحافت'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ مولانا ظفر علی خاں تحصیل وزیر آباد (ضلع گوجرانوالہ) کے ایک گاؤں کوٹ میرتھ میں پیدا ہوئے۔

مولانا ظفر علی خاں نے ابتدائی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم فسٹ ڈویژن میں پاس کی۔ ان کے والد نے جون 1903ء میں زمینداروں کی بھلائی کے لئے ایک ہفت روزہ اخبار ''زمیندار'' کرم آباد سے جاری کیا۔ والد کی وفات کے بعد مولانا ظفر علی خاں نے اس اخبار کی ادارت سنبھال لی۔ ظفر علی خاں کے دل میں ملک وقوم کی آزادی کے لئے جو تڑپ تھی اس کے باعث انگریز کی مخالفت ان کے رگ و پے میں داخل ہوگئی۔ آزادی کی تحریک کے جذبے کی وجہ سے ان کا اخبار برصغیر میں بہت مشہور ہوا اور ان کو برصغیر پاک وہند کے مسلم لیڈر کی حیثیت حاصل ہوگئی۔

مولانا ظفر علی خاں اپنی دُھن کے پکے تھے، جو دل میں ہوتا تھا وہی زبان پر ہوتا تھا۔ گھر کے اندر یا باہر، سیاسی صحبتوں میں، ادبی محفلوں میں، دلی دروازے کے جلوسوں میں یا اخبار ''زمیندار'' کے صفحات پر نثر میں یا نظم میں، تقریر میں یا گفتگو میں بس ایک ہی رٹ لگی رہتی تھی۔ دوسرے چاہے کچھ کہتے رہیں، ہزار دلیلیں دیتے رہیں مگر ساری دلیل بازی بے کار ثابت ہوتی تھی۔ جن دنوں انہیں دوسرے مسلم رہنماؤں کی طرح کانگریس اور مہاتما گاندھی سے حسنِ ظن تھا تو ان کے جذبات کا یہ رنگ تھا:

ہے اس عقیدے پہ ہند قائم کہ رام بھی ہے رحیم بھی ہے
اِدھر الف لام میم ہے تو اُدھر الف واؤ میم بھی ہے
وہ پائی پائی کا، ایک دن تم سے، دیکھ لینا حساب لے گا
لنگوٹی والا ہمارا گاندھی، مہاتما بھی، نیم بھی ہے

مگر جب اس مہاتما کی حقیقی مہاتمائیت ان کی نظروں پر آشکار ہوئی تو انہوں نے اس مہاتما اور نیم گاندھی کے متعلق یہ اشعار لکھے:

بھارت میں بلائیں دو ہی تو ہیں ایک ساوا کر اک گاندھی ہے
اک جھوٹ کا چلتا جکڑ ہے اک مکر کی اٹھتی آندھی ہے
لب پر ہے صدا آزادی کی اور دل میں شورِ غلامی کا
اکھڑی تھی ہوا انگریزوں کی، ان دونوں نے مل کر باندھی ہے

مولانا ظفر علی خاں کی شاعری کے موضوعات عام طور سیاسی اور تازہ ترین حالات سے متعلق ہوتے تھے۔ انہیں اردو زبان پر اس قدر مہارت حاصل تھی کہ مولانا حالی نے نہ صرف انہیں مانا بلکہ ان کی شان میں ایک تعریفی قصیدہ بھی لکھا۔ ان کی شعر گوئی کا یہ انداز تھا کہ حقہ بھروا لیتے تھے اور اکثر فی کش کے حساب سے شعر کہتے چلے جاتے تھے اور باتوں باتوں میں پندرہ بیس شعر کہہ ڈالتے، جیسا کہ ایک غزل میں لکھا:

حقہ پیتا ہے، شعر کہتا ہے
اور عاشق میں کیا بُرائی ہے

مولانا ظفر علی خاں کے دل میں عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھا۔ اسلام سے محبت ان کے رگ و پے میں سمائی ہوئی تھی اور سرکار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق ان کی روح پر چھایا



Scanned with CamScanner

ہوا تھا۔ ان کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کیفیت ہے۔

نماز اچھی ہے، روزہ اچھا، حج اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

............

وہ شمع اجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں
اک روز چمکنے والی تھی سب دنیا کے بازاروں میں

جو فلسفیوں سے کھل نہ سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

آخر میں مولانا ظفر علی خاں کی سیرت چند الفاظ میں یوں بیان کرتی ہوں کہ:

''مولانا ظفر علی خاں ہاتھ کے سخی، دل کے نرم، کان کے کچے اور دُھن کے پکے تھے، وہ ایک بارعب اور پُر وقار انسان تھے۔ ان کی شخصیت کی اثر انگیزی کا یہ عالم تھا کہ وہ بولتے تھے اور دوسروں پر چھا جاتے تھے اور اپنی بات کے سامنے کسی دوسرے کی نہ چلنے دیتے تھے۔ وہ ادیب اور شاعر بھی اونچے درجے کے تھے اور صحافی اور ایڈیٹر کے طور پر بھی ان کا مقام بہت بلند تھا۔

☆☆☆☆

مسلماں کے لہو میں ہے سلیقہ دل نوازی کا
مروت حسنِ عالمگیر ہے مردانِ غازی کا
شکائت ہے مجھے یارب! خداوندانِ مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا
بالِ جبریل

# آئی ٹی کلچر اور فروغ ٹیکنالوجی

سید انوار غالب

آئی ٹی کلچر کا فروغ اور صوبے کو انفارمیشن ٹیکنالوجی کا مرکز بنانا موجودہ حکومت کی اولین ترجیح ہے اور انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ وزیراعلیٰ پنجاب چوہدری پرویز الٰہی کے وژن 2020 کی تکمیل کے لئے جدید خطوط پر کام کر کے سرکاری محکموں کو بہتر پیشہ ورانہ خدمات فراہم کرنے کے لئے سرگرم عمل ہے۔ کمپیوٹرائزیشن کے 8 بڑے منصوبے مکمل کئے جا چکے ہیں جبکہ 12 محکموں اور سرکاری اداروں کو کمپیوٹرائزڈ کرنے کے لئے ماہرین کے ذریعے کام جاری ہے۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ کے محکمے میں محکمہ زراعت، بیت المال کمیٹیوں، پنجاب پبلک سروس کمیشن، آرمز لائسنسنگ، لینڈ ریونیو مینجمنٹ کے لئے گجرات اور رحیم یار خان کے پائلٹ پراجیکٹ، رجسٹریشن ڈیڈز کے لئے سیالکوٹ اور لاہور کے پائلٹ پراجیکٹس کی کمپیوٹرائزیشن اور پنجاب پورٹل کے علاوہ مختلف محکموں کے مابین نیٹ ورک تیار کر کے یہ منصوبے متعلقہ محکموں کے حوالے کر دیئے گئے ہیں، جہاں ان سے بھرپور طور پر استفادہ کیا جا رہا ہے۔

محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کو گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹیں جاری کرنے کا منصوبہ بھی مکمل کر لیا گیا ہے جس کے پہلے مرحلے کا لاہور میں وزیر اعلیٰ پنجاب جلد افتتاح کر رہے ہیں۔

کرائمز انویسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ کے لئے ایسا سافٹ وئیر تیار ہو رہا ہے جس سے دہشت گردوں اور انتہا پسند تنظیموں کا باقاعدہ ریکارڈ رکھنے میں بلاواسطہ طور پر مدد حاصل ہو گی جبکہ محکمہ جیل کے لئے قیدیوں کا ڈیٹا بیس تیار کرنے اور فنگر پرنٹ سسٹم کا منصوبہ زیر تکمیل ہے۔ 30 جون 2006ء تک 7500 قیدیوں کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہو چکا ہے۔ اسی طرح اسلحہ لائسنس جاری کرنے کے لئے بھی فیز ٹو پراجیکٹ شروع کیا جا رہا ہے۔ ان سب اقدامات سے صوبے میں جرائم پر قابو پانے اور مجرموں کو گرفت میں لانے میں مدد حاصل ہو گی۔

لینڈ ریکارڈ کمپیوٹرائزیشن میں خاطر خواہ پیش رفت ہوئی ہے اور آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ گجرات اور رحیم یار خان کے اضلاع میں الیکٹرانک ''فرد'' جاری کرنے کا تجربہ کر چکا ہے۔ جبکہ رواں مالی سال کے اختتام تک ضلع گجرات کے 229 اور رحیم یار خان کے 811 مواضعات کی ڈیجیٹائزیشن مکمل کر لی جائے گی۔ پنجاب، انٹرنیٹ منصوبے کے تحت صوبے کے 35 اضلاع اور 144 تحصیلوں کے ڈی سی او صاحبان اور تحصیل دفاتر کو آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ سے باہم منسلک کرنے کے منصوبے پر کام شروع کر چکا ہے جبکہ لاہور ''وین'' منصوبے



Scanned with CamScanner

کے تحت صوبائی محکموں کو ڈیجیٹل رابطوں، ای میل، آئی پی ٹیلیفونی اور ویڈیو کانفرنسنگ جیسی جدید سہولتیں میسر ہو جائیں گی۔

سرکاری ملازمین کو کمپیوٹر ٹریننگ دینے اور عوام کو آئی ٹی سے متعلق عملی مدد فراہم کرنے کے لئے 32 کنال اراضی پر سافٹ ویئر ٹیکنالوجی پارک کے قیام کا وزیراعلیٰ پنجاب پہلے ہی افتتاح کر چکے ہیں۔ پنجاب پورٹل سرکاری شعبے میں شروع ہونے والا اپنی نوعیت کا واحد منصوبہ ہے۔ جس کے ذریعے آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ 24 گھنٹے مختلف محکموں اور ضلعی سطح پر ویب سائٹوں کی سہولت مہیا کرے گا جس سے سرکاری حکام کے علاوہ عوام بھی مستفید ہو سکیں گے۔

☆ انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ پنجاب سرکاری اداروں میں کمپیوٹرائزیشن کے لئے فعال انداز میں خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اس محکمے کا وژن سرکاری امور میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کا استعمال اور مختلف محکموں کے مابین نیٹ ورک کے ذریعے رابطہ پیدا کرنا ہے۔ یہ محکمہ ڈیٹا بیس تیار کرنے اور سرکاری ملازمین کی استعداد کار میں اضافے کے لئے تربیت فراہم کرنے میں معاونت کر رہا ہے۔

☆ سرکاری امور میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کے استعمال سے خود، اہلکاران کی کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا اور ان کے لئے کم سے کم وقت میں زیادہ سے زیادہ پبلک ڈیلنگ کرنے اور گورنمنٹ بزنس پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مدد حاصل ہوتی ہے۔ جس کے لئے آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ ملازمین کو کمپیوٹر کی تربیت بھی فراہم کر رہا ہے اور رواں مالی سال میں 19.793 ملین روپے کی لاگت سے چھ ہزار سرکاری ملازمین کو آئی ٹی کی بنیادی تربیت فراہم کی جائے گی۔

☆ آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ کی حکمت عملی کے مطابق ڈیٹا ویئر ہاؤس ڈویلپمنٹ، مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم، کسی بھی درخواست کی ڈویلپمنٹ اینڈ ڈیپارٹمنٹل ڈیٹا بیس فارمیشن، سرکاری حکام کی پیشہ ورانہ تربیت، نیٹ ورک اینڈ ڈیٹا کمیونی کیشن انفراسٹرکچر اور نیٹ ورکس کی تیاری اہم امور ہیں جن پر پوری تندہی سے کام جاری ہے۔

☆ ایگری کلچر ڈیپارٹمنٹ کی انفارمیشن آٹومیشن کا مقصد فیلڈ، مارکیٹ اور کسانوں کو بروقت اور تازہ ترین صورتحال سے آگاہ رکھنا ہے۔ اس منصوبے پر محکمہ زراعت میں مؤثر انداز میں عمل ہو رہا ہے۔ جس کے اہم پہلوؤں میں جدید سافٹ ویئر ڈویلپمنٹ، تین جگہوں یعنی سیکرٹری آفس، ڈائریکٹوریٹ اور ٹھوکر نیاز بیگ چوک میں ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ پر بیک وقت نیٹ ورکنگ اور ہارڈ ویئر کی سہولیات فراہم پہنچانا اور محکمہ زراعت کی ضروریات کے مطابق سوفٹ ویئر اور ضلعی دفاتر کو ڈیٹا انٹری مہیا کرنا شامل ہے۔

☆ پنجاب کی بیت المال کمیٹیوں کی آٹومیشن کے پراجیکٹ کا بنیادی مقصد ضلعی سطح پر بیت المال کی رقوم کے شفاف انداز میں استعمال کو یقینی بنانا ہے۔ بیت المال مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم کے ذریعے ویب کی بنیاد پر پبلک کو 24 گھنٹے درخواست دینے کی آن لائن سہولت حاصل ہے۔

☆ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو کمپیوٹرائزیشن کے ذریعے جدید بنایا گیا ہے اور صوبائی سطح پر سرکاری ملازمین کی بھرتی کے لئے درخواست دینے اور رجسٹریشن کے عمل کو آن لائن کر دیا گیا ہے۔ اس سارے عمل کو شفاف بنانے اور نتائج سے لوگوں کو فوری طور پر آگاہ کرنے میں یہ منصوبہ معاونت کر رہا ہے۔



Scanned with CamScanner

☆ لائسنس انفارمیشن مینجمنٹ سسٹم کے ذریعے آرمز لائسنسز کی کمپیوٹرائزیشن جاری ہے جس سے اسلحہ لائسنسوں کا باقاعدہ ریکارڈ مرتب کرنے، ہتھیاروں کی فروخت پر مکمل کنٹرول، مجرموں اور جرائم میں استعمال ہونے والے اسلحہ کا سراغ لگانے اور مجرموں کو اسلحہ کی فروخت پر پابندی میں مدد حاصل ہو رہی ہے۔

☆ لینڈ ریونیو مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم، ویب کی بنیاد پر ایسا نظام ہے جس سے صارفین کو آن لائن معلومات حاصل ہوتی ہیں اور اس کے ذریعے دیگر منصوبوں یعنی رجسٹریشن ڈیڈز کی کمپیوٹرائزیشن اور پنجاب پورٹل وغیرہ کو مربوط بنایا گیا ہے۔

☆ پنجاب پورٹل صوبے کی سطح پر شروع ہونے والا منفرد منصوبہ ہے۔ 24 گھنٹے مختلف محکموں اور ضلعی ویب سائٹوں کے لئے مؤثر ہوگا، جس سے محکمے اور اضلاع خود اپنی ویب سائٹس چلا سکیں گے اور انہیں ویب پورٹل کے ذریعے ای سروسز اور شہریوں کے لئے شکایات اور تجاویز سیل کی سہولیات کمپیوٹر پر حاصل ہوں گی۔ اپنی درخواستوں کو تلاش کرنا، انٹرنیٹ پر خریداری، بحث مباحثے کے فورم اور کرائم رپورٹ جیسی سہولیات میسر ہوں گی جس سے سرکاری محکموں کی ساکھ بہتر بنانے میں مدد حاصل ہوگی۔

☆ اسی طرح کرائمز انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ کی کمپیوٹرائزیشن سے دہشت گردوں اور انتہا پسند تنظیموں کا ریکارڈ کمپیوٹرائزڈ ہوگا۔ پنجاب حکومت شہریوں کو بہتر تحفظ فراہم کر سکے گی اور بالخصوص الیکٹرانک میڈیا کے استعمال کے ذریعے بہتر نتائج حاصل ہو سکیں گے۔ اس منصوبے کی 2007-08 مالی سال میں تکمیل متوقع ہے۔

☆ لاء اینڈ پارلیمنٹری افیئرز ڈیپارٹمنٹ کی کمپیوٹرائزیشن پر کام شروع ہو چکا ہے جس کے تحت مینجمنٹ سسٹم کے مختلف مراحل اور قانون سازی کے لئے پیش ہونے والے بل اور اس پر قانونی رائے جیسے معاملات کو انگلش اور اردو میں کمپیوٹرائز کیا جائے گا۔ اس کے لئے سافٹ ویئر تیاری کے مراحل میں ہے۔

☆ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کی کمپیوٹرائزیشن لوکل ایریا نیٹ ورک کے تحت مقامی دفاتر میں کی جائے گی جس سے ٹیکسوں کی وصولی جیسے معاملات میں بلاواسطہ طور پر فائدہ حاصل ہوگا اور ریکارڈ کی تیاری، سیکورٹی امور، آپریشنل کارکردگی، اندرونی معاملات میں تیزی، انتظامی کارکردگی میں اضافہ، زیر التوا امور میں کمی، ٹیکس دہندگان کی معلومات اور مالی امور کو شفاف انداز میں ترتیب دیا جا سکے گا۔

☆ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک لمیٹڈ کی کمپیوٹرائزیشن سے بنکنگ کے امور کے لئے انفراسٹرکچر تیار کیا جائے گا اور انٹرنیٹ اور ای میل کے ذریعے بنک کو دیگر برانچوں سے منسلک کرنے اور صارفین کے ساتھ ساتھ بنک کے ملازمین کو ای ورکنگ کی سہولیات حاصل ہوں گی۔

☆☆☆☆

# ناظم یونین گولڑہ شریف ملک افتخار احمد اعوان

محمد صابرین

ناظم یونین گولڑہ شریف ملک افتخار احمد اعوان اپنی یونین کونسل کے دوسری بار ناظم منتخب ہوئے ہیں۔آپ کے والد محترم ملک فضل حسین مرحوم اپنے علاقہ کی سیاسی وسماجی اور ممتاز شخصیت تھے۔آپ سابق چیئرمین یونین گولڑہ شریف ملک شفیق احمد کے چھوٹے بھائی ہیں۔

ملک افتخار احمد اعوان نے اپنے سابقہ چار سالہ دور میں یونین کونسل گولڑہ شریف میں ریکارڈ ترقیاتی کام کرائے۔آپ کا تعلق مسلم لیگ "ق" میجر طاہر گروپ سے ہے۔آپ نے ماہنامہ پاک جمہوریت کے لئے خصوصی انٹرویو دیا، جو قارئین کی نذر ہے۔

سوال: ضلعی حکومتوں کے نظام کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟

جواب: میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ مجھے اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ضلعی حکومتوں کا نظام جنرل پرویز مشرف کا عوام کو دیا گیا تحفہ ہے۔جس کی وجہ سے عوام کے مسائل ان کی دہلیز پر حل ہو رہے ہیں اور انہیں اپنے مسائل کے حل کے لئے ڈویژن سطح یا صوبائی صدر مقام تک جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

سوال: آپ اپنی یونین کونسل کے دوسری بار ناظم منتخب ہوئے ہیں،اس کی بڑی وجہ کیا ہے؟

جواب: یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم ہے اور اس کی دوسری وجہ ضلعی حکومت کے قیام کے پہلے چار سال میں ضلع ناظم میجر طاہر صادق کی قیادت میں پورے ضلع میں اور خصوصاً ہماری یونین کونسل میں ریکارڈ ترقیاتی کاموں کی تکمیل ہے۔

سوال: آپ کی یونین کونسل میں گزشتہ چار سالوں میں کتنی مالیت کے ترقیاتی کام ہوئے ہیں؟

جواب: ہماری یونین کونسل میں جتنے ترقیاتی کام ہوئے ہیں اس کی ماضی میں مثال نہیں ملتی۔ہماری یونین کونسل میں گلیوں اور نالیوں کی پختگی کے 12 منصوبے جن پر 15 لاکھ 63 ہزار روپے لاگت آئی ہے۔ایک کروڑ روپے کی لاگت سے بجلی کی فراہمی کے 20 منصوبے مکمل ہوئے جس سے ہزاروں کی آبادی مستفید ہو رہی ہے۔فراہمیٔ آب کے تین منصوبے مکمل ہو چکے ہیں جن پر 4 لاکھ 65 ہزار روپے خرچ ہوئے۔سکولوں میں اضافی کمروں، لیبارٹریوں، واش رومز اور چار دیواری تعمیر کرنے کے 17 منصوبے مکمل ہوئے جن پر مجموعی طور پر 94 لاکھ 25 ہزار روپے، سڑکوں کی تعمیر کے چھ منصوبے مکمل ہوئے، جن پر 2 کروڑ 93 لاکھ 65 ہزار روپے جبکہ سوئی گیس کے ایک بڑے منصوبے پر 38 لاکھ 50 ہزار روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ان تمام منصوبوں پر مجموعی لاگت 5 کروڑ 46 لاکھ 68 ہزار روپے ہے جس کی ماضی کے کسی بھی دور میں مثال نہیں ملتی ہے۔

سوال: آپ کی مستقبل میں ترقیاتی کاموں کے حوالہ سے کیا ترجیحات ہیں؟

جواب: ہمارے ضلع ناظم میجر(ر) طاہر

صادق جس طرح انتھک محنت سے دن رات ضلع کی ترقی کے لئے کام کر رہے ہیں اور وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے فنڈز حاصل کر رہے ہیں، ہمیں اپنے باقی ماندہ ترقیاتی کاموں کی فکر نہیں ہے کیونکہ تمام ترقیاتی منصوبوں کی منظوری یونین کونسل ناظمین کی مشاورت سے دی جاتی ہے اور مجھے امید ہے کہ جس طرح ماضی میں ہماری توقعات سے بڑھ کر ترقیاتی کام ہوئے ہیں مستقبل میں اس سے بڑھ کر ترقی ہو گی اور ہمارے جو دیہات بنیادی سہولیات سے محروم رہ گئے ہیں انہیں وہ سہولیات میسر آ جائیں گی۔

☆☆☆☆

کرتی ہے ملوکیت آثار جنوں پیدا
اللہ کے نشتر ہیں تیمور ہو یا چنگیز!
یوں داد سخن مجھ کو دیتے ہیں عراق و پارس
یہ کافر ہندی ہے بے تیغ و سناں خونریز!
بال جبریل

احسن سعید رحمانی

## وطن کے درو بام روشن کروں گا

لہو دے کے گلرنگ دامن کروں گا
وطن کے درو بام روشن کروں گا
لگن شاعری کی وطن کے لئے ہے
مرا علم وفن اس چمن کے لئے ہے
میں رشکِ ارم اس کا آنگن کروں گا
وطن کے در و بام روشن کروں گا
یہ پاکیزہ گلشن بہاروں کی جاں ہے
بہر طور خوشبوئے امن و اماں ہے
میں دُور اس سے ظلمت کی اُلجھن کروں گا
وطن کے در و بام روشن کروں گا
کبھی آیا اس پر جو وقت امتحاں کا
دکھاؤں گا جوہر میں عزمِ جواں کا
فدا اس پہ میں اپنا تن من کروں گا
وطن کے در و بام روشن کروں گا
ریاضِ وطن کی حفاظت کی خاطر
لہو اپنا دے دوں گا عظمت کی خاطر
میں ہر ذرے کو رشکِ گلشن کروں گا
وطن کے در و بام روشن کروں گا

سلطان کھاروی

## مرغے والی بڑھیا

بڑھیا ماں اک بھولی سی
گاؤں کسی میں رہتی تھی
اس کے پاس اک مرغا تھا
کلغی والا موٹا سا
اچھی خاصی تھی گزران
جیون کے تھے سو امکان
لوگ محبت کرتے تھے
اک دوجے پر مرتے تھے
پھر اک نئی تبدیلی آئی
بڑھیا سے ہو گئی لڑائی
غصے میں وہ بوڑھی ماں
مرغا لے کر ہوئی رواں
چلتی جاتی کہتی تھی
سب کو یاد دلاتی تھی
''اور اڑاؤ مجھ سے ٹانگ''
دن ہو گا نہ ہو گی بانگ

# بندر کا خرگوش سے انٹرویو

محیط اسماعیل

بندر: رُکو، رُکو، رُکو، خرگوش میاں میری بات سنو!

خرگوش: تمہیں شرم نہیں آتی مجھے خرگوش میاں کہہ رہے ہو۔

بندر: کیا مطلب، خرگوش کو خرگوش میاں نہیں تو اور کیا کہوں؟

خرگوش: تم بندر رہو نا؟

بندر: (ہنستے ہوئے) تو یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے، بندر ہی تو ہوں، سر سے پاؤں تک بلکہ دُم کے آخری سرے تک بندر۔

خرگوش: اگر میں تمہیں بندریا کہوں، تو کیا تم سننا پسند کرو گے؟

بندر: نہیں، مگر تم کہنا کیا چاہتے ہو؟

خرگوش: یہی کہ میں خرگوش میاں نہیں، مادہ خرگوش ہوں۔

بندر: اچھا اچھا تو خرگوشنی ہو۔

خرگوش: یہ خرگوشنی کیا لفظ ہے! معلوم ہوتا ہے جاہلوں میں اٹھتے بیٹھتے ہو، مادہ خرگوش کو خرگوشنی نہیں کہتے، سمجھے!!

بندر: اچھا میری ماں، میری استانی صاحبہ! مارے غصہ کے میرا منہ چڑانا چھوڑو، میں نے جنگل کے جانوروں سے انٹرویوز کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے، میرے چند سوالات کے جواب دے دو، مہربانی ہوگی۔

خرگوش: تمہارا کیا اعتبار، تم الٹے سیدھے سوال کرو گے تو میرے پاس کیا جواب ہوگا، ٹھہرو میں اپنے میاں کو بھیجتی ہوں، وہ تمہیں ٹھیک ٹھیک جواب دیں گے۔ (یہ کہہ کر خرگوش یہ جا وہ جا۔ بندر انتظار میں وہیں کھڑا رہا۔)

(گھر میں داخل ہوتے ہی مادہ خرگوش کو اپنی طرف متوجہ پایا۔)

مادہ خرگوش: (میاں خرگوش سے) ارے آپ ہانپ کیوں رہے ہیں؟

خرگوش: سب سے پہلے مجھے کھانا دو، بہت بھوک لگی ہے، ابھی واپس جانا ہے، بندر انتظار کر رہا ہے، وہ میرا انٹرویو لے گا۔

مادہ خرگوش: سنا ہے وہ ہر ایک کا انٹرویو لیتا پھر رہا ہے اور جو مل جائے گھنٹوں اس کی جان نہیں چھوڑتا۔ اس نے آپ کو کیسے چھوڑ دیا؟

خرگوش: ہاں مجھے اس کی بُری شہرت کا علم ہے، اسی لئے میں نے اسے بے وقوف بنایا کہ میں مادہ خرگوش ہوں اور کہا کہ ٹھہرو اپنے میاں خرگوش کو بھیجتی ہوں ان سے انٹرویو کرنا۔

مادہ خرگوش: پھر تو انٹرویو دیتے ہوئے اپنی آواز بھاری کر لیجئے گا تاکہ بندر بے وقوف کو شک نہ گزرے۔

خرگوش: (گاجر کھاتے ہوئے) اسے بیوقوف بنانا آسان نہیں، بندر بڑا چالاک ہوتا ہے۔ اسی لئے میں نے مادہ خرگوش بن کر باریک آواز میں بات کی تھی، اب اپنی آواز میں بولوں گا۔

بندر: (خرگوش کے قریب آنے پر) بھئی بہت انتظار کرایا آپ نے!

خرگوش: مجھے تو ابھی ابھی میری مادہ نے بتایا، وہ آتے ہی گھر کے ضروری کام میں لگ گئی، بلکہ مجھے بھی جنگل کے شمال میں کچھ کام ہے، جلدی جلدی پوچھ لو جو بھی پوچھنا ہے۔ میں اپنی سمجھ کے مطابق بتاتا

جاؤں گا۔

بندر: شکریہ خرگوش میاں! آپ کی مادہ نے آمادہ کیا اور اللہ کی رحمت کہ آپ نے زحمت فرمائی۔

خرگوش: جی ہاں، بلکہ انٹرویو میں شرکت کے لئے اسے ''آمادہ'' کیا مگر وہ آمادہ نہ ہوئی۔

بندر: سب سے پہلے یہ بتایئے کہ آپ سارے خرگوش نر ہو یا مادہ، ہر پل لگاتار ہر کسی کا منہ چڑا رہے ہوتے ہیں، اس مشق مسلسل یعنی اس سلسلۂ بدتمیزی پر آپ کے بزرگوں نے آپ کو روکا ٹوکا نہیں اور کبھی کچھ نہیں کہا۔

خرگوش: ارے میاں (اپنے منہ اور ناک کی پھننگ برابر ہلاتے ہوئے) وہ کیا روکتے ٹوکتے، انہی ہی کی تو ساری عادتیں، خصلتیں اور شرارتیں ہم میں منتقل ہوئی ہیں یعنی جو کچھ ہمارے بزرگوں میں ہے وہ ہماری رگوں میں ہے۔

بندر: اچھا اچھا، گویا آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

خرگوش: خبردار! ہمارے آوے کا آوا جیسا بھی ہے تم ہمارے آوے کا باوا بننے کی کوشش نہ کرو، ورنہ منہ کی کھاؤ گے اور منہ تمہارا جو سرخ ہے نیلا پیلا ہو جائے گا۔

بندر: توبہ میرے باوا دادا کی توبہ، آپ یہ بتایئے! خرگوش مادہ ہو یا نر دونوں کے چہرے پر مونچھ کیوں ہوتی ہے؟

خرگوش: تاکہ جنگل میں مادہ خرگوش کو کمزور جان کر کوئی تنگ نہ کرے اور مونچھوں کی وجہ سے پتا ہی نہ چلے کہ نر ہے یا مادہ اور نیک رہے ارادہ۔

بندر: بہت خوب! یہ فرمایئے آپ کی جلد نرم اور ملائم کیوں ہے جیسے ریشم اور روئی سے بنی ہو۔

خرگوش: درندوں کی طرح ہم سخت دل یا شکاری نہیں ہوتے نہ گوشت خور اور ہڈی چچوڑ ہوتے ہیں۔ ہماری خوراک سبزی، گھاس، نہ کوئی لالچ نہ کوئی آس، نہ حرص نہ ہوس اور بس۔

بندر: لالچ اور ہوس سے کیا مراد ہے، یہ تو انسانوں میں پائی جاتی ہے؟

خرگوش: تم خود کسی انسان سے کم نہیں ہو، مٹھی بھر مونگ پھلی کی بھوک ہو تو پیٹ بھرنے کے علاوہ ڈھیر ساری مونگ پھلیوں کے دانے منہ میں ٹھونس/کلّے میں بھر لیتے اور عجیب نمونہ دکھائی دیتے ہو۔

بندر: معاف کیجئے خرگوش میاں اس وقت میں آپ کا انٹرویو لے رہا ہوں، چنانچہ میری کسی بھی خوبی کا ذکر بیچ میں نہ لایئے شکریہ۔ آپ شاید یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جو کچھ کھایا جاتا ہے اس کا اثر جلد پر پڑتا ہے اور آپ کی قدرتی پوشاک کا تعلق آپ کی خوراک سے ہے۔

خرگوش: جلد پر ہی نہیں، ذہن و دل پر، خون اور مزاج پر بھی خوراک اثر انداز ہوتی ہے۔

بندر: اور آپ خرگوشوں کی جلد ایک سے زیادہ رنگوں میں بھی پائی جاتی ہے اس کا کیا سبب ہے؟

خرگوش: قدرت کے کام ہیں ایک چیز کو کسی بھی رنگ میں بنا دے، ویسے ہمارا کوئی بھی رنگ صرف بادلوں سے لیا گیا ہے، جتنے رنگ بادل کے، اتنے ہمارے۔

بندر: اچھا یہ فرمایئے سامنے کی ٹانگوں کے مقابلے میں پچھلی ٹانگیں چھوٹی اور بیٹھی بیٹھی سی ہیں، ایسا کیوں؟

خرگوش: میں نے تمہارے بارے میں صحیح اندازہ لگایا تھا کہ تم جاہلوں میں اٹھتے بیٹھتے ہو۔

بندر: جاہلوں میں اٹھنے بیٹھنے والی بات تمہاری مادہ نے بھی کی تھی۔

خرگوش: کیوں نہ کرے، ہم دونوں کے تجربات، مشاہدات اور خیالات ایک سے ہیں۔

بندر: کس طور آپ کو اندازہ ہوا کہ میں جاہلوں میں سے ہوں؟

خرگوش: یوں کہ ہمارے ہاتھوں کو ٹانگیں سمجھ رہے ہو، جب کہ تم نے بارہا دیکھا ہوگا چیز پکڑنے کھانے کا کام ہم پاؤں سے نہیں ہاتھوں سے لیتے ہیں، جس طرح تم

اور تمہارے انسان بھائی۔

بندر: ارے بھئی، انسان کو میرا بھائی کیوں کہہ رہے ہو کہاں وہ اور کہاں میں:

خرگوش: جانتا ہوں، جانتا ہوں، جہاں وہ وہاں تم، شباہت ہی نہیں، بہت ساری باتیں حرکتیں تم سے ملتی ہیں۔

بندر: برادرم خرگوش میاں! آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ میرے بارے میں اپنی قیمتی رائے محفوظ رکھئے، اس وقت ضائع نہ کیجئے، اچھا اب یہ بتایئے، دوڑتے ہو۔ یہ تم قدم اپنے ہاتھ زمین پر کیوں ٹیکتے ہو؟

خرگوش: یہ تو ہمارا انداز اور عادت ہے، قدرت نے ہمیں سر اٹھائے رکھنا سکھایا ہے۔ بے شمار جانوروں کی طرح سر نیچا کیے ہم نہیں چلتے اور نہ ہی قدرت کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔

بندر: آپ خوش رفتار بھی واقع ہوئے ہیں، کچھوے سے آپ کا مقابلہ بہت مشہور قصہ ہے۔ کیا آپ تمام خرگوش اس پر شرمندہ ہیں اور پچھتاتے ہیں؟

خرگوش: دیکھئے ہار جیت کھیل کا حصہ ہے لیکن جب بھی کوئی سست رفتار ہمارے دیکھنے میں آتا ہے خواہ مخواہ ہمارے اندر ہمدردی کا جذبہ ابھرتا ہے۔ اس مقابلے میں جان بوجھ کر کچھوے کو جیتنے کا موقع دیا تھا، راستے میں بھوٹ موٹ سویا پڑا رہا اور کچھوا جب قریب سے گزر رہا تھا، میں نے آنکھیں بیچی ہوئی تھیں۔ ایک آنکھ ذرا سی کھول کر تماشا دیکھا کہ کچھوا کیسے خوش خوش ہانپتا گھسٹتا اپنے زعم میں تیز تیز منزل کی طرف بڑھ رہا ہے۔ کسی کی خوشی کی خاطر ہارنے میں بھی اپنا ہی ایک لطف ہے۔

بندر: اگر واقعی آپ جان بوجھ کر ہارے تھے تو اس کے پیچھے بھی ضرور کوئی بات ہو گی، اصل تو [illegible] ہے۔

خرگوش: بھئی ایک مرتبہ مجھے شدید پیاس لگی، جنگل کے قریب گاؤں والے کنویں تک گیا۔ اچھل کر کنارے بیٹھا سوچتا رہا کہ پانی کیسے حاصل ہو، اتنے میں ایک خوف ناک چیل تیزی سے میری طرف لپکی اور میں ڈر کر جو اچھلا تو سیدھے کنویں میں آ رہا، ڈبکیاں لینے لگا۔ یخ پانی سے قلفی بنا جا رہا تھا کہ کچھوے نے اپنی پیٹھ کا سہارا دیا، پھر تو میں ڈوبنے سے بچ گیا۔ دیر بعد رسی بندھی بالٹی کنویں میں آئی۔ میں نے جست لگائی اور بالٹی کے اندر، جیسے ہی بالٹی کنویں سے باہر نکلی اچھل کر یہ جا وہ جا۔ جان بچانے کے بدلے اگر کچھوے کو خوش کر دیا تو یہ کوئی بڑی یا بری بات نہیں۔

بندر: آپ خرگوشوں کی آنکھیں سرخ بھی ہوتی ہیں اور سیاہ بھی۔ اس کا باعث یہ تو نہیں کہ جن کی خوراک زیادہ تر گاجر ہے وہ سرخ آنکھوں والے بن جاتے ہیں اور دوسری خوراک والوں کی سیاہ۔

خرگوش: نہیں، نہیں خوراک سے آنکھوں کا رنگ تبدیل نہیں ہوتا۔ گاجر میں تو حیاتین الف ہوتا ہے جو کسی بھی جاندار کی بینائی تیز کرتا ہے۔ اسی لئے تو میں بہت دور سے کسی بھی اونچے درخت پر تمہاری حرکتیں دیکھ کر ہنستا رہتا ہوں۔

بندر: آپ کی بعض باتیں جنہیں آپ کہنے سے باز نہیں آتے، آپ کے منھ کی طرح شوخ اور شریر ہیں۔ اب یہ بتایئے ذرا سی آواز سننے کے لئے اتنے بڑے بڑے کان کیوں اٹھائے اٹھائے پھرتے ہو؟

خرگوش: پھر وہی جاہلوں والی باتیں! تمہارا نام بندر صحیح رکھا گیا ہے اس میں آخری حرف فاضل یعنی فضول ہے، حرف 'ر' ہٹا کر دیکھا جائے تو اس میں تمہارے دماغ کی حقیقت کھل جاتی ہے یعنی 'بند' اور 'ر' لفظ کی دم ہے۔

بندر: آپ کے نام کا مطلب بھی معاف کیجئے گا "گدھے کا کان" ہے۔

خرگوش۔ وہ کس طرح؟

بندر: خر یعنی گدھا، گوش معنی کان

خرگوش: دراصل ہمارے خردادا، اوہ یہ کر دادا کہاں سے آ گیا! پردادا اپنے زمانے میں جنگل کے تمام گدھوں کے مالک تھے اور بات بات پر گدھوں کے کان مروڑا کرتے تھے کیوں کہ گدھے بات نہیں سمجھتے تھے۔اس لئے ''خرگوش'' ان کا نام پڑ گیا۔سنا سنی سب نے خرگوش پکارنا شروع کر دیا۔تم جانتے ہو بڑے سے بڑا گڑھا بند کیا جا سکتا ہے لیکن لوگوں کا منہ بند نہیں کیا جا سکتا۔ورنہ ہمارے نام ہمارے شایان شان ہوا کرتے تھے۔

بندر: مثلاً......؟

خرگوش: مثلاً، نرم دوش، پُر جوش، سفید پوش، سیاہ پوش، مصلحت کوش، فراموش، با ہوش اور خاموش۔

بندر: ان خاص خاص اسمائے گرامی کے جواز پر کچھ روشنی ڈالنا پسند فرمائیں گے۔

خرگوش: نرم دوش: یعنی انسانوں کی طرح ہم کندھے سے کندھا مار کر نہیں چلتے۔

پُر جوش: یعنی ہم ہر دم جوش سے بھرے ہوتے ہیں خواہ پیٹ خالی ہو۔

سفید پوش: یعنی گاجر نہ ملے تو گھاس پر گزارا کر لیتے ہیں۔

سیاہ پوش: مطلب یہ کہ گاجریں لینے صرف رات کو کھیت میں جاتے ہیں تا کہ کسانوں کی دل آزاری نہ ہو۔

مصلحت کوش: ہم کسی سے لڑائی نہیں کرتے بلکہ آپس میں بھی نہیں جھگڑتے۔

فراموش: مراد یہ کہ سست رفتار مخلوق کی مداخلت کو درگزر یعنی معاف کر دیتے ہیں۔

با ہوش: یعنی کوئی جھوٹ موٹ بھی ہمیں ڈرائے یا پکڑنے کی کوشش کرے تو ہم پل بھر کا تامل یا غفلت نہیں برتتے بلکہ باہوش وحواس بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور بھاگ کھڑے ہونے سے بھی پہلے کان کھڑے ہوتے ہیں۔

خاموش: کیوں کہ ہم شور نہیں مچاتے اور.................

بندر: خدا کے لئے اب آپ خاموش ہو جایئے ورنہ مجھے بات بھول جائے گی، دیکھیں پتا نہیں کیا پوچھنا چاہ رہا تھا۔

خرگوش: اچھا پوچھو، کون سی بات!

بندر: جی یاد آیا، آپ کے کان جو بڑے ہیں تو کیا ہم سب کی سماعت سے آپ زیادہ اور بہتر سنتے ہیں؟

خرگوش: نہیں بلکہ قدرت نے انسانوں کو تمیز سکھانے کے لئے ہمیں الگ اور بڑے کان دیئے ہیں کہ وہ خرگوش کو موٹا سفید چوہا نہ سمجھیں۔جب ہم جنگل میں دہاڑ، چنگھاڑ یا کوئی بھی کاٹ دار آواز سنتے ہیں تو گھر کی طرف دیوانہ وار اچھل پُھدک کر پہنچ جاتے ہیں۔اگر بڑے کانوں کے باعث کئی گنا زیادہ آوازیں پاتے تو بے ہوش ہو ہو جاتے، بلکہ آسانی وارزانی سے شکار ہوتے جاتے۔

بندر: آپ کی چھلانگ پھلانگ سے یاد آیا ایک مرتبہ مینڈکی نے آپ پر ہتک عزت کا دعویٰ/مقدمہ دائر کر دیا تھا کہ خرگوش سراپا چور ہے۔کان گدھے سے چرائے، منہ گلہری سے، آنکھیں عقاب سے، دم ہاتھی کے بچے سے، کھال بلی سے اور چال مینڈک سے چرائی ہے اور سب سے زیادہ مشکوک چال چلن ہی ہے۔لہٰذا عدالت خرگوش کو اپنی چال چلنے کا پابند کرے۔

خرگوش: ہاں عدالت نے فیصلہ سنایا تھا کہ خرگوش کو اپنی چال چلنے کا پابند کیا جاتا ہے، ورنہ تین دن شاخ سے الٹا لٹکا دیا جائے گا۔ہماری وکیل ایک لومڑی تھی اس نے عدالت کو فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیا۔

بندر: وہ کیسے!

خرگوش: لومڑی زبان دراز ہی نہیں زبان دان بھی تھی۔اس نے ایک نکتہ پکڑ لیا اور منصف (بھالو) کو جکڑ لیا کہ پابند کا مطلب ہوتا ہے پاؤں کو باندھ دینا۔جب پاؤں ہی بندھ جائیں گے تو کوئی



Scanned with CamScanner

بھی کیسے چلے گا؟ نہ اپنی چال نہ دوسرے کی ،لہٰذا جو جس طرح چل رہا ہے اسے چلنے دیا جائے۔ یہ سن کر مینڈکی نے ٹرانا شروع کر دیا۔ منصف نے ''آرڈر، آرڈر'' کی صدا لگاتے ہوئے لکڑی کا ہتھوڑا بجایا۔ ''آرڈر، آرڈر'' میں دو مرتبہ ڈر کا لفظ آیا تو مینڈکی کچھ زیادہ ہی ڈر گئی۔ منصف نے کہا، فیصلہ اگلے ہفتے آج ہی کے دن ہوگا۔ عدالت برخاست کی جاتی ہے۔ وہ جماہی کے ساتھ رخصت ہوا۔

بندر: کاش میں بھی یہ کارروائی مشاہدہ کرتا، ان دنوں امریکا سے میرا بلاوا آ گیا تھا، جانا پڑا، اچھا تو پھر کیا فیصلہ ہوا؟

خرگوش: فیصلہ ہمارے حق میں ہوا کہ چال ڈھال کسی کی بھی کیوں نہ ہو، اسے ہم اپنی چال میں ڈھال سکتے ہیں۔

بندر: مینڈکی نے تو خوب احتجاج کیا ہوگا؟

خرگوش: دراصل ہفتہ قبل آرڈر، آرڈر کی گرج سننے کے بعد مینڈکی کو زکام ہو گیا تھا اس لئے وہ پہنچی ہی نہیں۔

بندر: کیا خیال ہے، اگلے ہفتے ''مینڈکی خرگوش دوڑ'' کا مقابلہ نہ ہو جائے۔

خرگوش: آپ جب امریکہ میں تھے یہاں یہ مقابلہ ہو بھی چکا۔

بندر: اچھا! پھر تو مینڈکی نے دوبارہ شرمندگی اٹھائی ہوگی اور آپ جیتے ہوں گے۔

خرگوش: یہ تو صرف ہم جانتے ہیں کہ ہم جیتے تھے، لیکن سارے جنگل نے یہی دیکھا کہ مینڈکی نے فتح حاصل کر لی۔

بندر: میں سمجھا نہیں، یہ کیسے ممکن ہے! کہاں آپ فراٹے بھرنے والے اور کہاں مینڈکی ٹر ٹر پھدک پھدک کرنے والی!

خرگوش: اجی یہ مینڈک/مینڈکی بہت چالاک مخلوق ہے۔ ہوا یہ کہ دوڑ شروع ہونے سے آدھ گھنٹا پہلے مینڈکی نے دوسری مینڈکی کے کان میں کچھ کہہ کر اسے دوڑا دیا۔ پہنچنے کی جگہ/نشان مقرر کرنے کے بعد جب دوڑ شروع ہوئی تو تماشائیوں کے شور و غل میں مینڈکی سب کی نظروں سے اوجھل ہوگئی اور تماشائی سمجھے کہ مینڈکی تیزی سے آگے نکل گئی ہے۔ اسے ڈھونڈتے کھوجتے سب مقررہ مقام تک آئے تو وہاں مینڈکی ہم سے پہلے پہنچی ہوئی فتح کے نعرے/ٹرارے بلند کر رہی ہے اور خود بھی اچھلے اور پھولے نہیں سما رہی تھی۔ سب حیران ششدر، بھالو منصف کو اعلان کرنا پڑا کہ میڈم مینڈکی جیت گئی ہیں۔

بندر: اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے کچھوے دوڑ کی طرح مینڈکی دوڑ میں بھی بیچ راستے کہیں خواب خرگوش فرمایا ہوگا اور مینڈکی مسلسل کودم کود منزل پر آپ سے پہلے پہنچ گئی ہوگی۔

خرگوش: نہیں نہیں، پہنچی ہوئی مینڈکی کے ہونٹ پر تل تھا اور مقابلے میں شریک مینڈکی کے کوئی تل نہیں تھا۔ دوسرے دھوکا کھا سکتے ہیں، میں نہیں، کیوں کہ بوقت مقابلہ اپنی حریف کو غور سے دیکھا تھا۔

بندر: تو آپ نے یہ راز سب کو کیوں نہ بتا دیا؟

خرگوش: ایک طرف اس قدر تماشائی کہ تل دھرنے کی جگہ نہ تھی دوسری طرف اس تل نے مجھے کہیں کا نہ رکھا، یعنی اس تل پر ہم مر مٹے/دل ہار بیٹھے۔

بندر: غضب خدا کا، ایک تل پر اپنا دل اور مقابلہ ہار گئے! افسوس!

خرگوش: بھائی ایک تل پر ایک حکمراں سمرقند و بخارا دینے کو تیار ہو گیا تھا اور ہم نے تو فقط اپنے دل کی سلطنت اور مقابلے میں اپنی آبرو کھوئی ہے۔ تل سلامت رہے باقی سب کچھ رہے نہ رہے۔

بندر: واہ جناب، آپ کے رومان کو مان گئے، کسی شاعر نے آپ کے اور مجنوں کے مشترکہ جذبات کے اعتراف میں کہا ہے۔

قیس جنگل میں اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گزرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

آپ نے میری گزارش پر زحمت فرمائی اور اپنا قیمتی وقت صرف کیا۔ بہت بہت شکریہ، فی امان اللہ........!

# فلسطینی بچے

اعجاز احمد فکرال

چند بچے بغیر کنگھی کیے، اُلجھے بال لالیوں کے بغیر چہرے، جن کے دودھ کے دانت تھے، کھڑکی میں سہمے کھڑے تھے۔ کچھ بچوں کی آنکھوں میں آنسو تھے، جسموں پر بڑے کپڑے تھے، بچپن کی معصومیت اور رونق چہروں پر برائے نام تھی۔ آنکھوں میں خوشیوں اور شرارتوں کی چمک کی جگہ تفکرات تھے۔ بچپن کی اچھل کود کی بجائے مقید نظر آ رہے تھے، چہرے خوبصورت مگر مسکراہٹوں کے رنگ سے دور، دیکھنے میں ہر دلعزیز لگتے تھے، ہاتھوں میں کھلونے نہیں تھے بلکہ مایوسیوں اور پریشانیوں کو مٹھیوں میں بند کیا ہوا تھا۔ اتنی بے رونق جگہ پر وہ کیسے خوش رہتے۔ تمام بچے کھڑکی سے باہر اسرائیلی بلڈوزر کو دیکھ رہے تھے جو ان کے گھروں کو مسمار کر رہا تھا۔ اعصابی دباؤ سے ان کے چہرے تنے ہوئے تھے جو میرے سہم جانے کے لئے کافی تھے۔

مجھے تصویر سے باہر کچھ صاف نظر نہیں آ رہا تھا، نہ ہی ان بچوں کی آوازیں تصویر سے باہر سنائی دے رہی تھیں۔ آوازیں تصویر سے باہر سنائی دے بھی نہیں سکتی تھیں کیونکہ میں اور بچے ایک دوسرے سے کوسوں دور تھے۔ میں ان کو دیکھ سکتا تھا وہ مجھے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ وہ تو ان ٹینکوں، بلڈوزروں اور بکتر بند گاڑیوں کو دیکھ رہے تھے جن کی گن گرج اس وقت ان کے حواس خمسہ پر حاوی تھی۔ میرا بہت جی چاہا کہ ان بچوں سے بات کر کے ان کی پریشانی معلوم کی جائے۔ یہ تصویر دنیا کے کئی اخباروں میں چھپی۔ ان بچوں کی تکلیف نہ جاننا زیادتی ہو گی۔

میں نے سوچا شاید ان بچوں کو دودھ نہیں ملا ہو گا، میں نے کچھ کپڑے کھلونے، کھانے پینے کا سامان، دودھ کے ڈبے لئے اور تصویر کے اندر چلا گیا۔

کافی کھردرا راستہ تھا، جا بجا فوجی بندوقیں تانے کھڑے تھے۔ اسلحہ سے بھری گاڑیاں اِدھر اُدھر شور کرتے ہوئے رینگ رہی تھیں۔ نہتے انسانوں پر بمباری کر رہی تھیں۔ کئی جگہیں انسانی خون سے سرخ تھیں، لوگ سفید لباسوں میں ملبوس زخمیوں کو اٹھا رہے تھے۔ ہر طرف بارود کی بدبو پھیلی ہوئی تھی۔ میں بچتا بچاتا بچوں کے پاس پہنچ گیا۔ مجھے دیکھ کر ان کے چہروں پر کوئی حیرت ظاہر نہ ہوئی، وہ میرے ہاتھوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے ان میں گرم جوشی پیدا کرنے کے لئے مصافحہ کیا مگر بے سود۔

میں نے دو شاپر بیگ ان کی طرف بڑھا دیئے۔

انہوں نے میلے کچیلے اور کھردرے ہاتھوں سے چیزیں نکالیں اور کھانے پینے لگے۔ ان معصوم چہروں پر اداسیاں چھائی ہوئی تھیں، شگفتگی کی بجائے گہری پریشانیاں اور تھکن تھی، حالانکہ بچوں کے لے مسکرانا کوئی مشکل بات نہیں۔ چڑیوں، طوطوں کی طرح چہچہانے والے بچے مرجھائے بیٹھے تھے۔ کئی ننگے پاؤں سے انسانیت کی تذلیل کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ بچوں کے جسموں پر نہ خوبصورت لباس تھے نہ چہروں پر معصومیت، بلکہ ایک انجانا خوف سوار تھا۔

بچے جی بھر کر روتے ہیں مگر ان کی

آنسو چھپانے کی عادت مجھے بہت اچھی لگتی ہے۔ان کے چہرے گواہی دے رہے تھے کہ ان کا بچپن، جوانی اور مستقبل روندا جا رہا ہے۔

میں نے ایک بچے سے پسندیدہ کھلونے کے بارے میں پوچھا تو وہ حسرت سے دیکھنے لگا۔ایک بچی کو میں نے گڑیا پیش کی تو اس نے گڑیا کو ایک طرف رکھ دیا۔

میں نے کہا۔تمہارے پاس سب کھلونے موجود ہیں؟

تو بچوں نے ایک آواز ہو کر جواب دیا کہ ہمیں تو کھیلنے ہی نہیں دیا جاتا، ہمارے پاس کھلونے کہاں سے آئے؟

پھر میں نے کہا۔کیا تم اپنے حقوق جانتے ہو؟

تو سب نے نہیں کہہ کر انکار میں سر ہلا دیا۔

میں نے کہا۔تمہارے مسائل کیا ہیں؟

ایک بچہ جس کا نام باکری تھا، بولا ہم ہمیشہ یہیں رہتے ہیں اس گھن گرج میں کہاں کھیلیں، ہمیں بڑے ڈانٹتے ہیں گھر کے اندر جاؤ گولی لگ جائے گی ہمارے کئی دوست اس طرح بچھڑ گئے پھر وہ واپس نہیں آئے۔

ایک بچہ بولا۔میں اپنے ممی پاپا کو باہر نہیں آنے دیتا، کہتا ہوں انہیں گولی لگ جائے گی۔

ایک بچے نے مجھ سے کہا۔جن کے پاس بندوق اور گولیاں ہیں انہیں دوسروں کو نہیں مارنا چاہیے۔حکومت کو ہماری مدد کرنا چاہیے اور تمام لوگوں کو تعلیم حاصل کرنا چاہیے۔

ایک خاموش بچے سے میں نے کہا تم بڑے ہو کر کیا کرو گے؟

تو اس نے جواب دیا۔میں بڑا ہو کر موجد بنوں گا اور اس دنیا کو ایک بنا کر سب کے لئے ایک قانون بنا دوں گا اور سب کے مسئلے حل کر دوں گا۔

لاشانہ کی عمر دس سال تھی، وہ خاموشی سے ہم عمر بچوں کی باتیں سن رہی تھی میں نے اس سے سوال کیا، کیا اسے کھیلنے کا شوق ہے؟

تو اس نے جواب دیا کہ میں ایسا کھیل کھیلوں گی کہ تمام ہتھیاروں کو دنیا سے نکال دوں گی۔

میں نے ایک بچے سے کہا۔میٹھا کیک کھاؤ گے تو اس نے منہ پھیرا اور رونے لگا۔

میں نے کہا، کیا بات ہے، تو اس نے روتے ہوئے جواب دیا کہ انکل مجھے بم دھماکوں اور جہازوں کے شور سے ڈر لگتا ہے یہ مجھے سونے نہیں دیتے آپ انہیں روک دیں۔

ایک بچہ جس کا نام ہشام بن ہاشم تھا، میں نے مصافحہ کرنے کے لئے ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو وہ یہ کہہ کر گیا، میں ابھی آتا ہوں اور تھوڑی دیر بعد وہیل چیئر پر بیٹھے ایک بچے کو ساتھ لے آیا اور کہا انکل اس سے ہاتھ ملائیں۔ وہ بچہ معذور تھا اور اپنی جگہ سے ہل نہیں سکتا تھا۔ ان کے ساتھ ایک نابینا بچہ بھی تھا، میں نے اس کو اپنی گود میں اُٹھایا تو دوسرے بچے بول پڑے، انکل اس کی آنکھوں میں بارود کے ٹکڑے پڑے تھے، اور کچھ بچے ہنسنے لگے۔

ایک شاویز نام کے بچے کے ہاتھ میں سفید جھنڈا تھا۔میں نے اس کی طرف دیکھا تو بچوں نے شکائتی انداز میں کہا۔یہ اس کے ساتھ کھیلتا رہتا ہے۔میں نے اس کو ایک عدد سویٹ کا پیکٹ دیا تو اس کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی اور ساتھ اس نے جواب دیا۔مجھے گھومنا بہت پسند ہے مگر یہاں گھومنے پر پابندی ہے۔

ایک بچہ کافی دیر سے ریت پر گھر بنا رہا تھا۔خشک ہوا گھر کو بار بار گرا رہی تھی۔میں نے پوچھا، یہ کیا بنا رہے ہو؟

اس نے جواب دیا اگر مجھے ڈھیر سارے پیسے ملیں تو میں مضبوط گھر بناؤں گا جو کبھی نہ گرے۔

کچھ بچوں کے گالوں پر موتیوں جیسے چمکتے آنسو دیکھ کر میں نے جیب سے رومال نکال کر آنسو پونچھے اور سروں پر ہاتھوں کی انگلیوں سے کنگھا کیا۔

میں نے ایک بچے سے اس کا نام پوچھا:

تو اس نے جواب دیا، بسان انکل

مجھے اپنے والد بہت یاد آتے ہیں جو لاپتہ ہیں۔ ان کی موجودگی میں ہمارے گھر میں خوشیاں ہی خوشیاں تھیں، اب کچھ نہیں۔

ایک بچے نے کہا۔ میں سکول نہیں جا سکتا کیونکہ سکول کبھی کھلتا ہے کبھی بند ہو جاتا ہے۔

ایک اور بچہ بولا۔ مجھے میری ممی کے بغیر نیند نہیں آتی، میری ماں کی گود سکون کی وادی ہے۔ پاپا کہتے ہیں وہ کھلونے لینے گئی ہے مگر وہ واپس نہیں آئی۔

ایک بچی بولی۔ جس کے تتلیوں کی رنگینی جیسے کپڑے تھے، جن بچوں کو دودھ نہیں ملتا وہ کیا کرتے ہیں۔ میرا معذور دوست کھیل نہیں سکتا میں کیا کروں۔

ایک بچی عمروبہ نے اپنے ہاتھ میں ممی پاپا کی تصویر پکڑی تھی۔ میں نے پوچھا، یہ کیا ہے، تو اس نے جواب دیا جن بچوں کے ماں باپ حادثوں میں مرجاتے ہیں ان کے بچے کون پالتا ہے اور انکل کیا کھیلنا بری بات ہے، جو ہمیں منع کیا جاتا ہے۔ انکل ہتھیار بنانے والوں کو بچوں پر رحم نہیں آتا اور خون بہا کر ہتھیار بنانے والوں کو کیا ملتا ہے۔ میں اپنے ممی پاپا کے پاس جانا چاہتی ہوں۔

میرا دل لرز گیا اور جسم کپکپانے لگا۔

ایک بچی جس کا نام رافیہ تھا، میں نے پوچھا تم کیا کرتی ہو۔

اس نے جواب دیا انکل مجھے ہر وقت ڈر لگتا رہتا ہے ابھی کچھ ہو جائے گا، اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں لڑنے جھگڑنے والوں کو باہر نکال دیتی۔ جب دو طاقتیں لڑتی ہیں تو مسائل بھول جاتی ہیں۔ زخمی لوگوں کو دیکھ کر مجھے رونا آ جاتا ہے اور میں دُکھی ہو جاتی ہوں، لڑنا بُری بات ہے۔

تو ان سب مسائل کا حل کیا ہے؟

یمنی باقر نے جواب دیا، بڑوں کو لڑتے ہوئے دیکھ کر خیال پیدا ہوتا ہے یہ تو آپس میں لڑ رہے ہیں ہمارے لئے کیسے مخلص ہو سکتے ہیں۔ انسان کو سکون سے رہنے کے لئے متحد رہنا چاہیے۔ ایک دوسرے کی خدمت کرنا چاہئے اور ضروریات مہیا کرنا چاہئے۔

ایک بچے سے میں نے پوچھا۔ سب سے اچھی بات کیا ہے؟

اس نے جواب دیا سچائی دلوں کو جیت لیتی ہے، نفرت دلوں میں اور نفرت پیدا کرتی ہے۔

بچوں کی باتوں سے پتا چلتا ہے کہ انسانوں کا سب سے بڑا غم لاقانونیت ہے اور دشمن کو حکمت عملی کی بجائے طاقت سے زیر کرنے والا حکمران بے وقوف ہوتا ہے۔

اچانک میں گھبرا گیا، مجھے سخت پیاس محسوس ہوئی اور میں پانی پینے کے لئے ایک ہسپتال کی طرف بھاگا جو کہ تعفن اور انسانی چیخوں کا جوہڑ معلوم ہو رہا تھا۔ جہاں زخمی کراہ رہے تھے۔ میں تیزی سے تصویر سے باہر کی جانب بھاگنے لگا۔ باہر آ کر میری آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

میرے بچو! آپ کو پیار پیار پیار، ہر انسان ہر چیز پھولوں کلیوں کا پیار، ماؤں، باپوں، بہنوں، بھائیوں، حسیناؤں، عظیم انسانوں کا نہ ختم ہونے والا اور ہمیشہ رہنے والا پیار۔

اے میرے رب، پوری کائنات کا پیار اس سرزمین کے بچوں کو دے دے کیونکہ بچوں کی مسکراہٹ سے کائنات جھوم اٹھتی ہے۔

# پرندے......جو اُڑ نہیں سکتے

واجد علی

ہمارے اس پیارے سیارے کو اللہ تعالیٰ نے ہزار ہا اقسام اور رنگ و نسل کی نباتات اور حیوانات سے مزین کیا ہے۔ انہی نباتات و حیوانات کی چند اقسام ایسی بھی ہیں جو عقل و دانش رکھنے والے افراد کو ہر لحظہ متحیر کئے رکھتی ہیں۔

پرندوں کا شمار دراصل حیوانات ہی میں ہوتا ہے۔ تاہم فضائے بسیط میں لامحدود اڑان کی خصوصیت انہیں باقی جاندار اشیاء سے ممتاز کرتی ہے۔ پرندوں کی پہچان کا سب سے بڑا ذریعہ ان کے اگلے دو پیروں کی پروں کی شکل میں تبدیل شدہ بناوٹ ہے جو ان کی اڑان میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

پرندوں کی چند اقسام ایسی ہیں جو اڑان کی صلاحیت سے یکسر محروم ہیں ان میں بڑے سائز کے کئی پرندے شامل ہیں۔ مثال کے طور شتر مرغ اور اس کی نسل کے چند دیگر پرندے۔ ریاز (Rheas) ایمو (Emu) کیساوری (Cassowary) اور کیوی (Kiwi) وغیرہ پرندے ہونے کے باوجود اڑان کی صلاحیت سے محروم ہیں۔

اسی طرح تینا موس (Tinamous) نامی پرندہ اگرچہ شتر مرغ کی نسل سے تعلق رکھتا ہے تاہم انتہائی نا مساعد حالات میں محدود حد تک اڑنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

علاوہ ازیں یہاں کچھ اور خاص پرندوں کا تذکرہ کرنا مناسب ہوگا۔ یہ پرندے اگرچہ اڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں مگر اپنا ناطہ سطح زمین سے ہر وقت قائم رکھنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ یہ پرندے نہایت تیز رفتاری سے دوڑنے کی اضافی صلاحیت سے لیس ہیں۔ ان پرندوں میں بگلا (اسی نسل کے چند پرندے) اور میگا پوڈ (یعنی مرغ کی نسل کے چند پرندے) شامل ہیں۔

ذیل میں اڑان کی صلاحیت سے یکسر یا جزوی طور پر محروم ان پرندوں کی کچھ تفصیل دی جا رہی ہے جو یقیناً قارئین کے لئے دلچسپی کا باعث ہوگی اور ان کی عام معلومات میں گرانقدر اضافے کا باعث ہوگی۔

## شتر مرغ (Ostrich)

اڑان سے محروم یہ سب سے بڑا اور طاقتور پرندہ قدرتی طور پر اب صرف افریقہ میں پایا جاتا ہے۔ تاہم بہت عرصہ پہلے یہ پرندے تمام یورپ اور کئی ایشیائی ممالک میں پائے جاتے تھے۔

شتر مرغ 8 فٹ تک اونچے اور 135 کلوگرام تک وزن کے حامل ہو سکتے ہیں۔ ان کی گردن لمبی، سر چھوٹا، آنکھیں بڑی اور چونچ چھوٹی مگر چوڑی ہوتی ہے۔ بھاگتے وقت یہ اپنے چھوٹے چھوٹے پروں کو پھیلا لیتے ہیں۔ ان کی ٹانگیں لمبی اور دفاع کے لحاظ سے نہایت طاقت ور ہوتی ہیں۔ ان کے پاؤں میں صرف دو کھر (Toes) ہوتے ہیں۔

نر شتر مرغ کالے رنگ کے ہوتے ہیں۔ ان کی دم سفید ہوتی ہے، مادہ شتر مرغ ہلکے سلیٹی رنگت کی ہوتی ہے۔

شتر مرغ 65 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتے ہیں۔ یہ گرم ریتلے علاقوں میں 4

تا5 کے گروہ میں سفر کرتے ہیں۔ایک ہی گروہ کی تمام مادہ ریت میں ایک گڑھا بنا کر زردی مائل رنگت کے انڈے دیتی ہیں۔انڈوں کا وزن تقریباً 1.5 کلوگرام تک ہوتا ہے۔رات کے وقت نر ان انڈوں کو سیتے ہیں اور دن کے وقت یہ ذمہ داری مادہ پر عائد ہوتی ہے۔

انیسویں صدی کے وسط میں دنیا کے بیشتر ممالک میں ان کے قیمتی پروں کی وجہ سے شتر مرغ کی فارمنگ پر زور دیا گیا ہے۔تاہم آج کل یہ فارمنگ ان کے چمڑے والی جلد کی وجہ سے کی جا رہی ہے۔امریکہ میں پائے جانے والے شتر مرغ دراصل ریاز ہوتے ہیں۔

## ریاز (Rhease)

جنوبی امریکہ میں پائے جانے والے ان پرندوں کا سائز افریقی شتر مرغ سے کچھ چھوٹا ہوتا ہے۔ان کے پاؤں میں دو کی بجائے تین کھر ہوتے ہیں اور ان کا سر اور گردن مکمل طور پر ڈھکے ہوتے ہیں۔ان کی دم زیادہ لمبی نہیں ہوتی۔دم کے ساتھ لٹکے ہوئے بال جسم کے پچھلے حصے کو ڈھانپے رہتے ہیں۔ان کی رنگت ہلکے سلیٹی سے لے کر بھورے رنگ تک کی ہو سکتی ہے۔مزید ار بات یہ ہے کہ کئی مادہ ایک ہی گھونسلے میں انڈے دیتی ہیں۔ایک نر پچاس سے زائد انڈوں کو سیتا بھی ہے اور ان کی حفاظت پر بھی ما مور رہتا ہے۔

ریاز نہایت تیزی سے 6 تا7 کے گروہ میں دوڑتے ہیں۔ان کی 2 اقسام ہیں بڑی ریاز اور چھوٹے ریاز۔

بڑے ریاز بولیویا اور وسطی ارجنٹائن کے گھاس کے میدانوں میں پائے جاتے ہیں جبکہ چھوٹے ریاز جنوبی اینڈیز کے پونا ریجن اور بڑے ریاز جنوبی جانب کے علاقوں میں پائے جاتے ہیں۔

## ایمو Emu

ایمو نامی پرندے بھی زیادہ بڑے سائز کی وجہ سے اڑ نہیں سکتے۔اس وقت دنیا میں ان کی صرف ایک نسل آسٹریلیا کے علاقوں میں پائی جاتی ہے۔معدومی کے خطرے سے لاحق اس پرندے کی کئی نسلیں تسمانیہ کینگرو آئی لینڈ اور آسٹریلیا کے کچھ علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔

شتر مرغ کے علاوہ یہ تمام پرندوں سے سائز میں بڑے ہوتے ہیں۔یہ پانچ فٹ تک اونچے اور 60 کلوگرام تک وزن کے حامل ہوتے ہیں۔سر، گردن اور پشت کے درمیانی بال ذرا گہری رنگت کے اور جسم کے نچلے حصے کے بال نہایت ہلکے رنگ کے ہوتے ہیں۔سر، گردن اور ننگے حصے سرمئی مائل نیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔ان کی چونچ اور پیر گہرے بھورے رنگ کے ہوتے ہیں۔

ایمو آسٹریلیا کے کھلے اور گھاس کے میدانوں میں پائے جاتے ہیں۔ان کی خوراک زیادہ تر جڑوں، پھلوں اور سبزیوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

یہ پرندہ نہایت امن پسند ہے تاہم دشمنوں کو بھگانے کے لئے نہایت تیز رفتاری سے دوڑ کر حملہ آور ہوتا ہے۔یہ اپنے چار سینٹی میٹر تک لمبے اور گہرے سبز رنگ کے انڈوں کو زمین میں سوراخ بنا کر محفوظ کر دیتا ہے۔انڈوں سے بچے نکلنے (Incubation) کے عمل کا دورانیہ دو مہینے میں مکمل ہوتا ہے اور اس کی مکمل ذمہ داری نر پر عائد ہوتی ہے۔بعد ازاں بچوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری بھی نر ہی کی ہوتی ہے۔

## کیساوری Cassowary

کیساوری 4 سے 6 فٹ تک اونچا ہوتا ہے اگر کیساوری خوفزدہ ہو کر بھاگنا شروع کرے تو اس کی رفتار 48 کلومیٹر فی گھنٹہ تک جا پہنچتی ہے۔ان کے پیروں کے اندرونی کھر لمبے، سیدھے اور چھری کی طرح نوکیلے اور مضبوط ناخن کے ہوتے ہیں۔یہ ایک بہترین دفاعی ہتھیار کا کام دیتے ہیں۔

ان کے جسم کی جلد ڈھیلی، لمبے بالوں پر مشتمل اور بھورے سیاہ رنگ کی ہوتی ہے۔سر اور گردن پر کوئی بال نہیں ہوتے بلکہ سرخ، زرد اور نیلے رنگ کی دھاریاں بنی ہوتی ہیں۔مزید ار

وزیراعظم شوکت عزیز پرنس آف ویلز شہزادہ چارلس کا وزیراعظم ہاؤس
پہنچنے پر استقبال کررہے ہیں۔
30-10-06

پرنس آف ویلز شہزادہ چارلس کی اہلیہ کیملا پارکر بیگم صہبا مشرف
سے ملاقات کررہی ہیں۔
30-10-06

وفاقی وزیر برائے بہبود خواتین و یوتھ افیئرز محترمہ سمیرا ملک پرنس آف ویلز
شہزادہ چارلس کا اسلام آباد پہنچنے پر استقبال کررہی ہیں۔ 29-10-06

Scanned with CamScanner

وزیراعظم شوکت عزیز پمز اسلام آباد میں ڈینگی فیور کی مریضہ بچی کو آٹوگراف دیتے ہوئے۔ 24-10-06

وفاقی وزیراطلاعات ونشریات محمد علی درانی کوئٹہ میں پریس کانفرنس سے خطاب کررہے ہیں۔ 21-10-06

وفاقی وزیراطلاعات ونشریات محمد علی درانی، سینٹ میں قائدایوان وسیم سجاد، مسلم لیگ کے جنرل سیکرٹری مشاہد حسین سید سابق صدر غلام اسحٰق خان کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہوئے۔

Scanned with CamScanner

بات یہ ہے کہ ان دھاریوں کا ڈیزائن ہر پرندے میں اسی طرح مختلف ہوتا ہے جیسے مختلف انسانی ہاتھوں کی انگلیوں پر بنے ہوئے نشان۔ سر کے بالکل اوپر ایک لمبی ہڈی نما ساخت ہوتی ہے۔ان کی دونسلوں کی گردن کے سامنے کی رخ پر گوشت سے بنی دو لمبی ساختیں لٹک رہی ہوتی ہیں۔

پہلے پہل کیساوری صرف آسٹریلیا اور نیوگنی میں پائے جاتے تھے تاہم اٹھارہویں صدی کے آغاز میں انہیں ایک پالتو پرندے کے طور پر برطانیہ لایا گیا جہاں ان کی نسل خوب پروان چڑھی۔

شتر مرغ، ایمو اور ریاز کے برعکس کیساوری کھلے میدانوں کی نسبت جنگلوں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔تاہم ان تمام پرندوں کی طرح کیساوری کے نر ہی انڈوں کو سیتے ہیں۔ان کے انڈوں کا رنگ گہرا سبز اور ہر دفعہ تعداد تین تا چھ ہوتی ہے۔

## کیوی Kiwi

نیوزی لینڈ کی قرب وجوار کے جزائر پر پائے جانے والے اس پرندے کی پانچ نسلوں کی حفاظت نہایت اونچے درجہ پر کی جاتی ہے۔انیسویں صدی کے وسط میں پرندوں کے تاجروں اور دیگر جانوروں سے کیوی کی بقاء کو سخت خطرہ لاحق ہو گیا تھا۔

ان کو دوڑی نسلوں (جنوبی جزائر کے بھورے کیوی اور بڑے دھبے دار کیوی) کی مادہ تقریباً 20 انچ لمبائی کی حامل ہوتی ہیں۔ چھوٹے دھبے دار کیوی کی مادہ تقریباً 16 انچ تک لمبی ہوتی ہیں۔ایک ہی نسل کا نر اسی نسل کی مادہ کیوی سے سائز میں چھوٹا ہوتا ہے۔

تمام پرندوں کی نسبت ان کی ایک انوکھی خصوصیت ان کی لمبی سلنڈر نما چونچ کے سرے پر پائے جانے والے نتھنے ہیں۔ان کے جسم بالوں سے ڈھکے ہوتے ہیں۔ان کی ٹانگیں چھوٹی مگر طاقتور ہوتی ہیں اور پاؤں کے سامنے کے تین کھر مضبوط پنجے رکھتے ہیں۔

کیوی عموماً رات کے وقت نقل و حرکت کرنا پسند کرتے ہیں۔ان کی آنکھیں چھوٹی اور نظر کمزور ہوتی ہے۔یہ اپنے شکار یعنی کیڑے مکوڑے، بیج اور بیری وغیرہ کو خوشبو سے تلاش کرتے ہیں جو باقی پرندوں کی نسبت ایک غیر معمولی صلاحیت ہے۔ان کی دم سرے سے ہوتی ہی نہیں۔ان کے پر جسم پر موجود گھنے بالوں کے ٹکڑوں کے نیچے چھپے ہوتے ہیں۔

کیوی کے انڈوں کا سائز مادہ کیوی کے جسم کے 1/4 سائز کے برابر ہوتا ہے۔جسم اور انڈے کے سائز کا یہ تناسب کسی بھی دوسرے جاندار کی نسبت زیادہ ہے۔بعض اوقات ایک سیزن میں مادہ کیوی ایک ماہ کے وقفہ سے دو انڈے دیتی ہے۔انڈے سینے کا عمل 71 تا 84 دن تک جاری رہتا ہے اور اس کی مکمل ذمہ داری نر کیوی پر عائد ہوتی ہے۔

## ٹینا موس Tinamous

جنوبی میکسیکو سے لے کر وسطی اور جنوبی امریکہ تک اس پرندے کی 47 سے زائد اقسام پائی جاتی ہیں۔یہ اڑان سے یکسر محروم پرندوں سے قریبی تعلق رکھتے ہیں۔ان کی اڑان طاقتور اور تیز تو ضرور ہوتی ہے لیکن یہ غیر متوازن اور کم وقفہ کی ہوتی ہے۔یہ پرندے ہلکے جنگلوں اور پہاڑی علاقوں کے آغاز میں پائے جاتے ہیں۔یہ نہایت تیزی اور مہارت سے اپنے آپ کو ماحول کے مطابق چھپا لیتے ہیں۔ان کی خوراک میں بیج، کیڑے مکوڑے شامل ہیں۔ان کے انڈے بڑے ملائم اور چمکدار ہوتے ہیں۔ان کا گوشت کھایا بھی جاسکتا ہے۔

☆☆☆☆



Scanned with CamScanner

# غذائی مصنوعات کی خریداری...... چند تجاویز

نسرین اختر

سمجھداری کی بات یہ ہے کہ کوئی بھی شے خریدتے وقت اس سے متعلق اشتہارات پر انحصار نہ کیا جائے۔اس شے کو پرکھنے کے کئی ایک طریقے ہیں۔جن افراد نے وہ شے استعمال کی ہے،ان سے اس کے بارے میں پوچھا جا سکتا ہے۔دوستوں سے کسی شے کے معیار کو جانچنے سے متعلق معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں تا کہ آپ کسی بھی شے کو خریدتے وقت دھوکے کا شکار نہ ہوں۔

اس کے علاوہ بھی کچھ احتیاطی تدابیر ہو سکتی ہیں جنہیں اگر خریداری کے وقت پیش نظر رکھا جائے تو آپ خود کو کسی دھوکے سے بچا سکتے ہیں اور اپنے پیسوں کو ضائع ہونے سے بچا سکتے ہیں۔

☆ کسی بھی شے کے انتخاب سے پہلے اس بات کا جائزہ لیں کہ کیا اس کی پیکنگ محفوظ ہے۔اس کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ اس شے کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر اس کا معائنہ کریں۔خاص کر کھانے پینے کی اشیاء کی خریداری کرتے ہوئے بالکل سمجھوتہ نہ کریں یہ آپ کی صحت کا معاملہ ہے۔غیر معیاری مصنوعات آپ کی صحت کے لئے خطرہ پیدا کر سکتی ہیں۔آدھ کھلی اور ناقص پیکنگ والی اشیاء مت خریدیں۔

☆ یہ دیکھ لیں کہ پراڈکٹ پر اس کے برانڈ کا نام اور تیار کرنے والوں کا پتہ لکھا ہوا ہے یا نہیں۔پراڈکٹ پر پتہ نہ لکھنا غیر قانونی تو ہے ہی،لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کا مطلب یہ بھی ہوتا ہے کہ اسے تیار کرنے والے اس کے معیار کی ذمہ داری لینے پر آمادہ نہیں ہیں اور اگر آپ کو ناقص شے ملتی ہے تو آپ کسی سے اس بارے میں شکایت نہیں کر سکیں گے۔

☆ غذائی مصنوعات کے لیبل پر اس کی تیاری تاریخ اور استعمال کی مدت سے متعلق معلومات ضرور پڑھیں تا کہ آپ کو اندازہ ہو کہ آپ جو چیز استعمال کر رہے ہیں وہ کتنی تازہ ہے اور اس کو کب تک استعمال کیا جا سکتا ہے اور یہ کہ کیا اس کے استعمال کی آخری تاریخ گزر تو نہیں گئی۔

☆ لیبل پر غذائی مصنوعات کی تیاری میں استعمال ہونے والے اجزاء کی تفصیل ضرور پڑھیں۔ہو سکتا ہے کہ آپ بے خیالی میں کوئی ایسی چیز خرید لیں جس میں موجود کوئی جزو آپ کے لئے الرجی کا باعث بنے یا جس کے استعمال سے ڈاکٹر نے آپ کو منع کر رکھا ہو۔

☆ بعض اشیاء پر ان میں موجود غذائیت اور کیلوریز کی مقدار درج ہوتی ہے۔اپنی صحت کے مطابق اشیاء کا انتخاب کریں۔اس بارے میں اپنے ڈاکٹر سے رجوع کریں کہ آپ کو کتنی کیلوریز استعمال کرنی چاہئیں۔نارمل صحت کے انسان کو دن بھر میں دو سے ڈھائی ہزار تک کیلوریز کی ضرورت ہوتی ہے۔

☆ بعض اوقات لیبل پر اس شے کو محفوظ

رکھنے کا طریقہ درج ہوتا ہے۔ اسے بھی غور سے پڑھنا چاہئے۔ آیا اس شے کو فریزر یا فریج میں رکھنا چاہئے یا اسے عام درجہ حرارت پر بھی محفوظ کیا جا سکتا ہے۔

☆ لیبل پر درج کسی چیز کا وزن اور قیمت ضرور پڑھیں اور اس بات کی عادت ڈالیں کہ ایک ہی چیز کے مختلف برانڈز کے درمیان اس بات کا موازنہ کریں کہ آپ کتنی قیمت کے بدلے کتنے وزن کی شے خرید رہے ہیں۔

☆ کسی کھانے یا پینے کی شے کے لیبل پر درج معلومات میں لفظ خالص یا Pure سے اس کی کوالٹی کے خالص ہونے کو کبھی مت جانچیں۔ کسی بھی غذائی پراڈکٹ پر لکھے ہوئے اس قسم کے الفاظ سے اشیاء کی طرف راغب نہ ہوں، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ آپ جو شے ان دعووں کے زیر اثر خرید رہے ہوں وہ اس شے کے مقابلے میں کم کوالٹی کی ہو جو آپ نے محض اس لئے چھوڑ دی کہ اس پر یہ الفاظ درج نہیں تھے۔

☆☆☆☆

من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج
مَن کی دنیا میں نہ دیکھے مَیں نے شیخ و برہمن
پانی پانی کر گئی مجھ کو قلندر کی یہ بات
تو جُھکا جب غیر کے آگے نہ مَن تیرا نہ تن!

بال جبریل



Scanned with CamScanner

# لڑکے،لڑکیوں میں تفریق نہ رکھیں

## (مایوسی کے ماحول میں پروان چڑھنے والے بچے اپنا اعتماد کھودیتے ہیں)

ڈاکٹر نادیہ سلیم

مسز جیلانی بیٹے سے زیادہ محبت کرتی ہیں اور بیٹیوں کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔مسٹر جیلانی نیم سرکاری ادارے میں ملازم ہیں۔ان کی تنخواہ بھی زیادہ نہیں،گو گزر بسر سہولت کے ساتھ ہو جاتی ہے۔جواد تینوں بہنوں سے چھوٹا اور والدین کا چہیتا ہے مگر اکلوتا ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ بیٹے کو سر پر اٹھا لیا جائے۔اس کی جائز ناجائز خواہش پوری کی جائے مگر بیٹیوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔

سکول جانے سے پہلے اسے جیم، بریڈ،مکھن،آملیٹ،پراٹھا جو وہ ڈیمانڈ کرتا ہے فراہم کیا جاتا ہے،مگر بیٹیوں کو سوکھی روٹی اور رات کے بچے کھچے سالن پر ٹرخا دیا جاتا ہے۔وہ اگر کسی چیز کی فرمائش کرتی ہیں تو انہیں ڈانٹ کر چپ کروا دیا جاتا ہے۔رات سونے سے پہلے جواد کو دودھ کا گلاس زبردستی پلایا جاتا ہے اور اگر بیٹیاں چائے بنانے لگیں تو ماں کوسنے دینے لگتی ہے کہ کم بختو یہی دودھ رات کو تمہارا بھائی پی لے گا،تم چائے پی کر کیا کروگی۔

کبھی وہ کسی سہیلی کے پاس کوئی کھلونا دیکھ لیتی ہیں یا اچھے کپڑے پہننے کی ضد کرتی ہیں تو انہیں ڈانٹ کر چپ کروا دیا جاتا ہے جبکہ جواد کی ہر فرمائش پوری کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس قسم کے طرزِ عمل سے بہنوں کے دلوں پر کیا بیتتی ہے،شاید کوئی اس کا اندازہ نہ کر سکے۔

ایسے بچے جو مایوسی کے ماحول میں پروان چڑھتے ہیں،اعتماد کھو دیتے ہیں۔خصوصاً لڑکیوں کی شخصیت دب جاتی ہے یا پھر وہ خودسر اور ضدی ہو جاتی ہیں۔بعض بے صبرے اور ناسمجھ بچے اپنی نامکمل خواہش کو پڑوسی کا کھلونا توڑ کر یا چرا کر پوری کرتے ہیں۔جن گھرانوں میں ایک کمانے والا اور کئی کھانے والے ہوں وہاں عموماً بچے اپنی چھوٹی چھوٹی ضروریات کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے ناآسودہ رہتے ہیں۔تاہم بہن بھائیوں کے ساتھ یکساں سلوک سے وہ ضدی نہیں بنتے جبکہ ایک بچے کے ساتھ امتیازی سلوک انہیں دلی صدمہ پہنچاتا ہے۔عموماً جواد کی غلطی کی سزا بہنوں کو ملتی ہے۔بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ غلطی جواد کرتا ہے اور ڈانٹ بہنوں کو پڑ جاتی ہے۔وہ صفائیاں دیتی رہ جاتی ہیں مگر والدہ صاحبہ جواد کے خلاف شکایت سننے پر آمادہ نہیں ہوتیں۔

بچیاں ڈانٹ کھا کر خاموش ہو جاتیں لیکن جواد ضد میں پلٹ کر ماں کو جواب بھی دے دیا کرتا۔ایسے بچوں کی بدتمیزی اور غیر مہذب انداز کی تمام تر ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے۔بعض گھرانوں میں سب سے زیادہ توجہ پہلے اور آخری بچے کو ملتی ہے اور درمیان والے پس کر رہ جاتے ہیں۔اب

بھلا درمیان والے بچوں کا کیا قصور ہے بلکہ رشتہ دار بھی یہ تفریق رکھتے ہیں۔بعض گھرانوں میں دادا، دادی کی توجہ کا مرکز بڑا بچہ ہوتا ہے۔اس تناسب سے پھوپھیاں بھی اس بچے کو سب سے زیادہ تحائف دیتی ہیں۔ چچا بھی اس کے ناز نخرے اٹھاتے ہیں بلکہ ایسے بچوں کو آئس کریم، چاکلیٹ دلوا کر کہا جاتا ہے کہ باقی بہن بھائیوں کو مت دینا۔جہاں ایک بچے سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے وہاں باقی بچے احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔اس لئے بچوں میں یکساں سلوک روا رکھیں بلکہ اپنے عزیزوں کو بھی اس بات کی تلقین کریں، خصوصاً بیٹے اور بیٹیوں میں تفریق بہت زیادتی ہے۔

حدیث پاک میں ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچیوں کے ساتھ محبت کرنے کی تلقین کی ہے بلکہ یہ بھی کہا ہے کہ جس بندے نے بچیوں کی اچھے طریقے سے پرورش کی وہ جنت میں جائے گا۔جس کی اپنی بچیاں نہیں وہ یتیم بچیوں کی کفالت کی ذمہ داری سنبھال کر یہ سعادت حاصل کر سکتا ہے۔اس لئے والدین کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ساری اولاد کے ساتھ یکساں سلوک کریں بلکہ بڑے بچوں کو اس بات کی تلقین کریں کہ وہ چھوٹے بہن بھائیوں کے ساتھ محبت کے جذبات رکھیں۔ان پر رعب نہ ڈالیں اور ان کے درمیان فاصلہ بھی نہ رکھیں۔

انہیں سکھائیں کہ بہن بھائیوں میں بڑے ہونے کے ناطے ان پر یہ ذمہ داری آتی ہے کہ دوسرے بہن بھائیوں سے محبت کریں اور صرف اپنی ذات تک محدود ہو کر نہ رہ جائیں۔جن بچوں کو نظر انداز کیا جاتا ہے وہ بعض اوقات اپنی ذات سے بھی باغی ہو جاتے ہیں اور خطرات سے کھیلنا شروع کر دیتے ہیں۔اکثر وہ بہانے تلاش کرتے ہیں کہ بڑوں کی حکم عدولی کریں یا ان سے بحث کریں، خصوصاً لڑکے۔بعض لڑکیاں بھی ضد میں آ کر ایسا ہی رویہ اپناتی ہیں مگر بچیاں عموماً دب جاتی ہیں اور خود اعتمادی کھو دیتی ہیں۔ حالانکہ والدین کا فرض ہے کہ لڑکوں کی طرح لڑکیوں میں بھی خود اعتمادی پیدا کریں۔ان کی جائز ضرورتوں کو پورا کریں، بے جا ڈانٹ ڈپٹ کر کے ان کا دل نہ توڑیں۔

لڑکوں کی طرح لڑکیوں کے کھانے پینے اور ضرورتوں کا خیال رکھیں۔یہ سوچ کر کہ انہوں نے پرائے گھر جانا ہے، نظر انداز نہ کریں۔بیٹوں کے بارے میں والدین کا نظریہ ہوتا ہے کہ وہ ان کے بڑھاپے کا سہارا بنیں گے حالانکہ موجودہ دور میں بے شمار ایسی مثالیں سامنے آتی ہیں کہ لڑکے بیوی کی محبت میں بوڑھے والدین کو نظر انداز کرتے ہیں اور بیٹیاں بوڑھے والدین کو سنبھالتی ہیں اور ان کے بڑھاپے کا سہارا بنتی ہیں۔بچوں کے لئے والدین کا طرز عمل بہت اہمیت رکھتا ہے۔آپ کی دل جوئی، محبت، بچے کا بہت بڑا سہارا بن سکتی ہے۔اگر ایک بچہ تعلیمی لحاظ سے کمزور ہے تو ضروری نہیں کہ وہ غیر نصابی سرگرمیوں میں بھی کمزور ہو گا۔

اگر ایک بچہ تعلیمی لحاظ سے آگے ہے تو ممکن ہے وہ کھیل کود میں نمایاں نہ ہو۔آپ کی ذمہ داری ہے کہ اگر بچہ پڑھائی میں آگے ہے تو اس کی دل جوئی کرنے اور شاباش دینے کے ساتھ اسے غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے پر آمادہ کریں۔اسی طرح جو بچے غیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں اور پڑھائی میں دلچسپی نہیں لیتے انہیں ڈانٹ ڈپٹ کرنے کی بجائے پڑھائی میں دلچسپی لینے کی تلقین کرنی چاہیے۔ہو سکے تو خود بھی پڑھائی میں ان کی مدد کریں۔انہیں یہ کہہ کر ان کا دل مت

توڑیں کہ تم کھیل کود میں وقت ضائع کرنے کی بجائے پڑھائی پر توجہ دو۔

بچے کو پڑھائی ،لکھائی اور کھیل کود میں یکساں توجہ دینی چاہیے۔یہ نہیں کہ وہ پڑھائی میں تو پوزیشن لے اور کھیل کود کے لئے اسے موقع فراہم نہ کیا جائے۔بچے کی بہتر جسمانی کارکردگی کے لئے کھیل کود بھی ضروری ہے۔مگر بعض والدین انہیں پڑھنے لکھنے کے علاوہ کسی دوسری سرگرمی میں حصہ لینے سے منع کردیتے ہیں۔اس طرح بچے کی شخصیت دب کر رہ جاتی ہے اور وہ دوسرے بچوں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے میں دشواری محسوس کرتا ہے۔

اس کے علاوہ بچوں میں دوسروں کی مدد کرنے کا جذبہ بھی ضرور پیدا کرنا چاہیے۔ان میں تخلیقی صلاحیتیں موجود ہیں تو انہیں مزید اجاگر کرنے کی کوشش کریں۔تمام اولاد سے ایک جیسی توقعات وابستہ نہ کریں۔ان پر اُن کی قابلیتوں اور صلاحیتوں سے زیادہ بوجھ نہ ڈالیں۔ان کے ساتھ اچھے کاموں کی ستائش اور غلط کاموں کے لئے سرزنش بہت ضروری ہے تاکہ بچوں کی شخصیت میں توازن قائم رہے۔

من مانی کرنے والے بچوں کی اصلاح آپ کی ذمہ داری ہے۔آپ کا بے جا لاڈ بچے کو سرکشی پر اکساتا ہے اور نظرانداز کرنے سے وہ مایوس اور بددلی کا شکار ہوتے ہیں۔آپ کے رویے کی وجہ سے ان کی شخصیت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوتی ہے۔اس طرح بچے آپس میں حسد اور رشک کا شکار ہوجاتے ہیں۔اس لئے بچوں کے درمیان فرق نہ کریں خصوصاً بیٹیوں کو بیٹوں سے کمتر نہ سمجھا جائے۔بچیوں کو اچھی خوراک اور اچھے لباس سے محروم نہ رکھا جائے تاکہ وہ معاشرے کی مفید شہری بن سکیں۔

☆☆☆☆

شعور و ہوش و خرد کا معاملہ ہے عجیب
مقامِ شوق میں ہیں سب دل و نظر کے رقیب!
میں جانتا ہوں جماعت کا حشر کیا ہوگا
مسائلِ نظری میں اُلجھ گیا ہے خطیب!

بال جبریل

# کرّہ ہوائی……ہوا کا غلاف

ڈاکٹر غزالہ نسیم

زمین کی فضا کی کیمیائی ہیئت کا انحصار دی طور پر حیاتیاتی عوامل پر ہے۔ حرارت ب کرنے والی گیسوں کی مقدار میں جو روز روں اضافہ ہو رہا ہے اس کے مضر اثرات سے کوئی باخبر ہو چکا ہے۔ ہمیں ان گیسوں کے نافے کے بارے میں سوچ بچار کرتے ہوئے ن کے پیدا ہونے کے قدرتی ذرائع اور قاماتِ کھپت کا جائزہ لینا پڑے گا۔ ان میں ے بہت سی گیسیں فضا میں ہر دم واقع ہونے والے پیچیدہ کیمیائی تعاملات کا شکار ہیں اور مستقبل میں فضا میں ان کی مقدار کا انحصار اس بات پر ہوگا کہ زمین کو کس طرح استعمال کیا جا رہا ہے اور اس پر موجود نباتات میں کس قسم کی تبدیلیاں آ رہی ہیں یا پھر اور مختلف النوع کی انسانی سرگرمیاں ان پر کیونکر اثر انداز ہو رہی ہیں۔ ان عوامل کی رفتار اور حد کا تعین کرنا اور ماحول پر ان کے اثرات کا جائزہ لینا بھی ہمارے فرائض کا حصہ ہے۔

ہماری زمین کی فضا اس پر موجود حیات کا ایک جز بھی ہے اور اس کی پیداوار بھی۔ اس کی کیمیائی ہیئت قدرتاً تغیر پر مائل رہتی ہے، مثلاً اگر ہماری زمین پر پودے نہ ہوتے تو آج فضا میں کم و بیش ایک ہزار گنا کم آکسیجن اور کئی سو گنا زیادہ کاربن ڈائی آکسائیڈ ہوتی اور اس طرح کے حالات آج اس زمین پر پائے جانے والی حیات کے لئے یکسر ناقابل برداشت ہوتے۔

اکثر و بیشتر حیاتیاتی عوامل (خاص طور پر خورد بینی حیات) کی بدولت فضا میں کئی تعملاتی گیسوں مثلاً میتھین، نائٹرس آکسائیڈ، بجھے ہوئے سلفر کے مرکبات اور امونیا کی مقدار میں دس سے پچاس گنا اضافہ ہوا ہے۔ یہ گیسیں ہماری زمین کی آب و ہوا کے حوالے سے ایک نہایت اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ سائنس دان کوشاں ہیں کہ ان گیسوں کے اس کردار پر مکمل روشنی ڈال سکیں، لیکن ابھی انہیں اس پر پوری طرح دسترس حاصل نہیں ہو سکی۔ ان گیسوں کے آب و ہوا پر مضر اثرات کی ایک مثال یہ ہے کہ ان میں سے چند ایک ہماری زمین کی حفاظت پر مامور اوزون گیس کی تہہ کی موٹائی پر بھیانک اثرات مرتب کر رہی ہیں۔

یہ حقیقت تو ہم سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مادے کی ہر حالت جگہ بھی گھیرتی ہے اور وزن بھی رکھتی ہے، لہٰذا ہوا بھی بے وزن نہیں اور نہ وہ تمام مرکبات جو گیس کی صورت اختیار کر کے ہوا میں تحلیل ہو جاتے ہیں اور اپنی مادیت کھو بیٹھتے ہیں۔ وہ گیس ضرور بن جاتے ہیں مگر اس حالت میں وہ بدرجہ اتم فضا میں موجود ہوتے ہیں۔ تو طے یہ پایا کہ ترقی یافتہ ممالک میں سالانہ تین ٹن فی کس کے حساب سے رکازی ایندھن میں موجود کاربن جلانے سے فضا میں پہلے ہی سے موجود تقریباً 2.7 ملین ملین ٹن کاربن ڈائی آکسائیڈ میں دس ٹن سے زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔

ہوا کا مجموعی وزن 5100 ملین ملین ٹن بنتا ہے اور یہ زیادہ تر ہوا کے اس غلاف کا ہے جو زیریں کرہ ہوائی یا ٹروپوسفیر کے زمرے میں شمار ہوتا ہے۔ یہ حدود سطح زمین سے لے کر 15 کلومیٹر تک کی بلندی تک تصور کی جاتی ہیں۔ انسانی سرگرمیوں کی بدولت کرہ ہوائی

میں 0.01 فیصد تک تغیرات واقع ہوئے ہیں۔ مگر گیسوں پر مشتمل فضا میں یہ معمولی تبدیلی بھی بہت گہرے اور دور رس نتائج مرتب کرتی ہے اور ان نتائج کو محسوس بھی کیا جا سکتا ہے۔

ہوا کا کوئی پاسپورٹ نہیں ہوتا، کسی علاقے کی ہوا اس علاقے تک محدود و مقید نہیں ہوتی۔ جدھر چاہے جا سکتی ہے اور کرہ ارض پر موجود جانور اور پودے بہت حساس ہوتے ہیں۔ فضا میں وقوع پذیر ان بظاہر معمولی تغیرات کو فوراً محسوس کرتے ہیں۔

ہوائی آلودگی کے بارے میں آگاہی کا آغاز اس وقت ہوا جب لوگوں نے فیکٹریوں اور کارخانوں سے نکلنے والی زہریلی گیسوں کا اس علاقے میں بسنے والے انسانوں کی صحت کے حوالے سے جائزہ لیا۔ اس کے بعد اس سارے خطے اور ماحول پر مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ بھی لیا گیا۔ ابھی حال ہی میں کرہ ارض کے حوالے سے بھی ان اثرات (تیزابی بارش) کی اہمیت کو محسوس کیا گیا ہے۔ اس پیمانے پر ہونے والے عوامل کے قدرتی حیاتیاتی، ارضی کیمیائی چکروں کے ساتھ روابط کو بھی ملوث پایا گیا ہے گویا ایک وسیع پیمانے پر فضا میں بے شمار کیمیائی تعاملات مسلسل واقع ہو رہے ہیں۔

ابھی کئی گتھیاں ایسی ہیں جنہیں سلجھانا باقی ہے۔ ان مسائل کا تعلق فضا میں شامل ہونے والے ان مرکبات سے ہے جو آلودگی کا سبب بن رہے ہیں۔ مگر اب ان سائنسی اور معاشی و اقتصادی مسائل کو دنیا بھر میں ہونے والی تبدیلیوں کی روشنی میں دیکھا جا رہا ہے مثلاً وہ گیسیں ماحول پر کس طرح اثر انداز ہوں گی جنہیں کچھ عرصہ پہلے تک بالکل بے ضرر خیال کیا جا رہا تھا۔

دنیا میں ایسے بہت سے ادارے ہیں جو حیاتیاتی ماحول اور فضا کے اجزائے ترکیبی میں تعلق پر تحقیق کر رہے ہیں۔ اسی نوعیت کے تعلقات ارضیاتی نظام کی کارکردگی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کم مقدار میں پائی جانے والی گیسوں کے ذرائع ان کی کھپت کے مقامات اور ان کی بدولت فضا میں واقع ہونے والی تبدیلیوں کے بارے میں مختلف الجہت تحقیقات جاری ہیں۔

ان عوامل میں ایسے تمام عوامل جو کم مقداری گیسوں (جو حدت والی شعاعوں کو جذب کرتی ہیں) کی بہتات کو متاثر کرتے ہیں، خاص طور پر اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ گیسیں قدرتی سبز خانوی اثر کی شدت کو کنٹرول کرتی ہیں اور مستقبل میں ان کی فضا میں مقدار کی سطح اس امر کا بھی احاطہ کرے گی کہ زمین کی حدت میں انسانی کارروائیوں کی بدولت کتنا اضافہ ہونے والا ہے۔

دنیا میں کچھ ادارے پانی کے بخارات اور سبز خانوی اثر رکھنے والی گیسوں کے بارے میں تحقیق میں مصروف ہیں اور یہ چیک کر رہے ہیں کہ انسان کے پیدا کردہ اور حیاتیاتی ذرائع سے خارج ہونے والے سلفیٹ کے مرکبات کا بادلوں کے بننے پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اس طرح کی تحقیقات آبی چکر کی سمجھ بوجھ بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوں گی۔

اسی طرح مستقبل میں کاربن ڈائی آکسائیڈ کی مقدار میں متوقع اضافے کے بارے میں خاصے خدشات موجود ہیں، جن کے حوالے سے تحقیقات جاری ہیں مگر آبی بخارات اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے علاوہ 40 کے قریب قدرتی طور پر فضا میں موجود تعاملاتی گیسیں بھی توجہ کی منتظر ہیں۔ کیونکہ ان کا تعلق بھی حیاتیاتی عوامل اور آب و ہوا سے بدرجہ اتم موجود ہے۔ ان میں اوزون، ($O_3$) نائٹروجن کے آکسائیڈ، کلورین گروپ کے نامیاتی مرکبات اور کاربن کے مرکبات (ہائیڈرو کاربن اور کاربن مونو آکسائیڈ اور میتھین) اور سلفر (مثلاً ڈائی میتھائل سلفائیڈ، سلفر ڈائی آکسائیڈ اور ہائیڈروجن سلفائیڈ) شامل ہیں۔ حیاتیاتی ذرائع سے پیدا ہونے والے ان مرکبات کے مجموعے کے اجزاء کی مقدار میں ٹروپوسفیر (زیریں کرہ ہوائی) میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ ان اجزاء کے سبز خانوی اثر کی وجہ سے پچھلی دہائی کے دوران کرہ ارض کے درجہ



Scanned with CamScanner

حرارت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

### میتھین کے ذرائع

اگر میتھین کی مقدار اسی رفتار یعنی 0.8 فیصد سالانہ سے بڑھتی رہی تو اس صدی کے دوران کاربن ڈائی آکسائیڈ کی نسبت میتھین کی وجہ سے کرہ ارض کی حدت میں زیادہ اضافہ متوقع ہے۔ میتھین کی موجودہ مقدار 1.7 پی پی ایم ہے جو کہ قبل از صنعتی دور کی مقدار یعنی کہ 0.8 پی پی ایم کا دوگنا ہے۔ میتھین گیس کے تمام تر اہم ذرائع بلاواسطہ یا بالواسطہ حیاتیاتی منابع سے جنم لیتے ہیں۔ گویا تقریباً 100 ملین ٹن سالانہ کے قریب قدیم میتھین گیس انسانی کارروائیوں مثلاً کوئلہ، قدرتی گیس اور تیل سے وابستہ صنعتوں سے پیدا ہوتی ہے اور اس مقدار سے چار گنا زیادہ میتھین تازہ بہ تازہ بیکٹیریا اور زندہ اجسام کے جلائے جانے سے فضا میں تحلیل ہو رہی ہے۔

میتھین پیدا کرنے والے بیکٹیریا مختلف النوع قسم کے آکسیجن والے ماحول میں پائے جاتے ہیں جیسا کہ جانوروں مثلاً گائے، بھینسوں کی خوراک کی نالی میں اس طرح کے بیکٹیریا موجود ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہی اجسام انسانوں اور دیمک کے نظام انہضام میں بھی موجود ہوتے ہیں۔ دلدلی زمین، جھیلیں اور سمندروں کی تہیں بھی ان بیکٹیریا کی آماجگاہ ہیں۔ پانیوں اور دلدلی زمینوں میں اگنے والے پودوں مثلاً سرکنڈے، آبی گھاس اور چاول کے پودوں کے تنے اس گیس کی ہوا میں منتقلی کے لئے ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ دنیا بھر میں اس امر کو جاننے کے لئے تحقیقات جاری ہیں کہ سطح ارض پر کہاں کہاں دلدلی زمینیں واقع ہیں اور وہ کس قدر وسیع ہیں۔ اس طرح جنگلات میں لگنے والی آگ اور چاول کی کاشت کے نتیجے میں فضا میں شامل ہو جانے والی میتھین گیس کی مقدار کو ماپنے کا کام بھی جاری ہے۔ اس کے علاوہ مستقل طور پر منجمد زمینوں میں موجود میتھین کا سراغ لگایا جانا بھی ضروری ہے جو کرہ ارض کی حدت پذیری کے نتیجے میں فضا میں شامل ہو جائے گی۔

اسی طرح فضا میں موجود میتھین کو صاف یا کم کرنے والے عناصر پر بھی بحث جاری ہے۔ یہ عوامل نسبتاً سطح زمین سے کم اونچائی پر واقع ہوتے ہیں اور اس میں ایک قدرتی مصفا مرکب یعنی OH آئن کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ فضا میں OH کی موجودگی کا انحصار چند باتوں پر ہے مثلاً یہ کہ یہ آئن کتنی مقدار میں بن رہے ہیں (یعنی اوزون، آبی بخارات اور بالائے بنفشی شعاعوں کی روشنی کی موجودگی میں باہمی تعاملات کی شرح کیا ہے اور یہ کس طرح فضا سے کم ہو جاتے ہیں۔ اس میں اہم کردار ان گیسوں کا ہے جو انسان کی بدولت مسلسل فضا میں شامل ہو رہی ہیں مثلاً ہائیڈروکاربن مرکبات اور نائٹروجن اور سلفر کے آکسائیڈ OH کی مقدار کو ماپنا اتنا آسان نہیں ہے۔ تاہم کچھ حساب کتاب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ 1950ء سے لے کر 1985ء تک کے عرصے میں اس کی مقدار میں کمی واقع ہوئی ہے اور اس وجہ سے اس کی میتھین کو ختم کرنے کی صلاحیت میں بھی براہ راست کمی واقع ہوئی ہے۔ موجودہ اور مستقبل کے رجحانات میں غیر یقینی کی کیفیت موجود ہے۔

مگر مستقبل میں آب و ہوا کی تبدیلی کے لحاظ سے ان کی متوقع اہمیت سے کسی کو بھی قطعاً انکار نہیں ہے۔ اس سے انسانی عمل دخل کو جانچنے میں بھی مدد ملے گی۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے ماڈلز وضع کیے جائیں جو مختلف تعاملاتی گیسوں کے حوالے سے حیاتیاتی اور فضائی عوامل کے باہمی تعلق کو واضح کر دیں تاکہ دنیا کے بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ فضائی اور ارضی نظاموں کے رویے کے بارے میں پیشین گوئی کی جا سکے۔ یہ سب کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

ابھی آغاز میں توجہ کا مرکز زمین اور فضا اور سمندر کے مابین ہونے والی گیسی تحلیلات اور ان کے فضائی کیمیا پر اثرات ہیں۔ اب سیٹلائٹ سے کی جانے والی تحقیقات، دنیا بھر میں پھیلے روابط کے جال اور ان سے حاصل کردہ معلومات اور اعداد و شمار کی مدد سے ایک عالمی



Scanned with CamScanner
CamScanner

(گلوبل) پس منظر بھی ظہور پذیر ہو رہا ہے جس سے مختلف گیسوں کے ذرائع اور اخراج کے بارے میں معلومات بھی حاصل ہو سکیں گی۔ اس سے دنیا بھر کے سائنس دانوں کے لیے اپنے طریقہ تحقیقات کو یکساں خطوط پر استوار کرنے میں بھی مدد ملے گی۔ یہ سب کچھ دنیا بھر سے حاصل کردہ اعداد و شمار کا موازنہ کرنے کے لئے اشد ضروری ہے۔

سمندر سے فضا میں خارج ہونے والی گیسوں پر بھی کافی تحقیقات ہو رہی ہیں۔ اس بات کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں کہ سمندر پر موجود فضا میں جو گیسیں تحلیل ہو رہی ہیں وہ ہوا میں موجود نمی کے ذرات کی تیزابیت پر اثر انداز ہوتی ہیں اور یہ وہ نمی کے ذرات ہیں کہ جن کا تعلق براہ راست بادلوں کے بننے اور بارش کے برسنے سے ہے۔ اس کے علاوہ اگر یہ اجزاء (نائٹروجن آکسائیڈ اور آئرن) واپس سمندر میں شامل ہوتے ہیں تو سمندر میں موجود خورد بینی اجسام میں اضافے کا سبب بنتے ہیں۔

دنیا کے گرم مرطوب علاقوں میں جنگلات کے کاٹنے اور جلائے جانے کا عمل نہایت برق رفتاری سے جاری ہے اور اب تحقیقات کا رخ اس طرف مڑ چکا ہے کہ ان مسائل کے نتیجے میں مزید مسائل کس طرح جنم لے رہے ہیں۔ زمین جو کہ درختوں سے ڈھکی تھی اب زیر کاشت ہے یا خالی پڑی ہے تو اس کا فضائی ماحول پر کیا اثر ہو رہا ہے اور قدرتی ماحولیاتی نظام اور چاول کے زیر کاشت زمینی رقبہ کا میتھین کے اخراج پر کیا اثر ہے۔ اسی طرح دیگر جنگلات (یعنی Midlattitude اور Boreal Forests) کے $CO_2$ اور دوسری تعاملاتی گیسوں کے اخراج کے حوالے سے اثرات بھی واضح ہو رہے ہیں۔

زمین کے قطبین پر موجود خشکی اور سمندری ماحولیاتی نظاموں پر تحقیقات جاری ہیں۔ ان علاقوں میں کم درجہ حرارت کا فضائی گیسوں پر اثر معلوم کرنے کی کوششیں بھی کی جا رہی ہیں۔ سائنسدانوں نے ان علاقوں میں لاکھوں سالوں سے محفوظ برف کا تجزیہ کر کے ماضی کی فضا کا ماجرا بھی بیان کر ڈالا ہے۔ اس طرح کے ریکارڈ ماضی بعید اور ماضی قریب کی فضا میں موجود گیسوں کی مقدار کا اندازہ لگانے میں نہایت مددگار ثابت ہو رہے ہیں۔

قصہ مختصر یہ کہ ہماری فضا، جس میں ہم سانس لیتے ہیں، ہمارے لئے بہت اہم ہے، چنانچہ ہمارے لئے اشد ضروری ہے کہ ہم اس میں موجود کیمیائی اجزاء کی مقدار اور اس میں ہر لحہ جاری و ساری کیمیائی تعاملات کا بھر پور ادراک حاصل کریں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم یہ بھی دیکھیں کہ ہماری فضا کا حیاتیات اور آب و ہوا کے عوامل سے کیا رشتہ ہے۔ یہ فہم و فراست اور ادراک ہمیں اس قابل ضرور بنا دیں گے کہ ہم مستقبل میں فضا پر اثر انداز ہونے والے قدرتی عوامل اور انسانی کارروائیوں کے بارے میں صحیح پیشین گوئی کر سکیں۔

☆☆☆☆



Scanned with CamScanner

# زیتون متعدد امراض کا موثر علاج

مبین امیر

زیتون کا شمار خدا کی ان کھانے پینے کی نعمتوں میں ہوتا ہے جس کا ذکر قرآن حکیم کے علاوہ دیگر آسمانی کتب مثلاً توریت اور انجیل میں بھی ملتا ہے اور خدا نے اسے ایک مبارک درخت قرار دیا ہے۔ جس میں انسانوں کے لیے بہت سے فوائد ہیں۔ فارسی میں اسے زیت' عربی میں دہن الزیت اور انگریزی میں اولیو Olive کہتے ہیں۔

قرآن مجید نے زیتون اور اس کے تیل کا ذکر کرکے اس کو شہرت دوام عطا کردی۔

ترجمہ: پھر اس میں سے سبز سبز کونپلیں نکالتے ہیں اور ان کونپلوں میں سے ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے گابھے میں سے لٹکتے ہوئے ہوئے گچھے اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار جن کی شکلیں جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں اور نہیں بھی ملتے۔ یہ چیزیں جب پھلتی ہیں اور جب پکتی ہیں تو ان کے پکنے پر نظر کرو تو ان میں ایمان والوں کے لئے قدرت کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ (سورۃ الانعام ۶)

پھر زیتون کا ذکر کرتے ہوئے ایک اور آیت میں فرمایا:

ترجمہ: یہ وہی خدا ہے جو آسمان سے پانی برساتا ہے اس پانی کو انسان پیتے ہیں اور اسی پانی سے درخت اگتے ہیں جن پر تم اپنے جانور چراتے ہو۔ اسی پانی سے وہ تمہارے کھیتوں کو اگاتا ہے اور زیتون اور کھجور اور دوسرے پھل اگتے ہیں اور غور وفکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں پوشیدہ ہیں۔

ترجمہ: پھر تم ایسے باغ اگاؤ گے جن میں کھجور اور انگور کے علاوہ دوسرے پھل ہوں گے اور یہ پھل تم رغبت سے کھاتے ہو اور طور پہاڑ کے علاقہ میں وہ درخت ہے جس سے وہ تیل نکلتا ہے جو تمہاری روٹی کے ساتھ سالن کا کام دیتا ہے۔ (المومنون)

اسی طرح قرآن پاک کی سورۃ التین سے زیتون کی اہمیت کا اندازہ یوں لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اس کی قسم کھائی ہے۔

ترجمہ: قسم ہے انجیر کی اور قسم ہے زیتون کی اور قسم ہے طور سینا اور قسم ہے اس امن والے شہر کی۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی زیتون کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ حضرت سید الانصاریؓ روایت فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: زیتون کھاؤ اور اس سے جسم کی مالش کرو کہ یہ ایک مبارک درخت ہے۔

(ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں کی شفا ہے جن سے ایک کوڑھ بھی ہے۔ (ابونعیم)

یہ زیادہ تر بحیرہ روم کے ساحلی علاقوں پر واقع ممالک یونان' فلسطین اور اسپین وغیرہ میں کثرت سے پایا جاتا ہے جبکہ سعودی عرب' ایران اور جنوبی یورپ میں بھی پیدا ہوتا ہے۔ زیتون کے نام سے مشہور عموماً یہی تیل استعمال میں لایا جاتا ہے۔ اس کا رنگ زرد سبزی مائل ہوتا

ہے جبکہ مزاج گرم تر سمجھا جاتا ہے۔اس کی عام خوراک مقدار ۶ ماشہ سے ۲ تولہ تک ہے۔

قدیم یونانی بھی زیتون کے تیل کی غیر معمولی خصوصیات اور فوائد کے قائل تھے اور آج کی جدید سائنس نے بھی اس کی افادیت کو تسلیم کیا ہے اور اس پر ہونے والی تحقیق نے کئی حیرت انگیز انکشافات کیے ہیں۔تازہ تحقیق کے دوران پتہ چلا ہے کہ زیتون کا تیل بڑی آنت کے سرطان سے محفوظ رکھتا ہے۔سائنس دانوں کی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بڑی آنت کی اندرونی سطح کے خلیے عام طور پر جتنی بار اپنی تجدید کرتے ہیں زیتون کا تیل اس تعداد میں اضافہ کرتا ہے جو انسان کو مختلف امراض سے محفوظ رکھتے ہیں۔سائنس دانوں نے یہ بھی پتہ چلایا ہے کہ جن لوگوں میں گوشت کا استعمال زیادہ ہوتا ہے ان میں خلیوں کی تجدید کا عمل سست پڑ جاتا ہے۔

موجود دور میں زیتون کے تیل کی افادیت کے بارے میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس کے کھانے سے ایک درجن سے زائد امراض سے افاقہ ہوتا ہے۔زیتون کے تیل میں پائے جانے والے وٹامن ای اور وٹامن کے اور پولی فینول ایک ایسا دفاعی نظام فراہم کرتے ہیں جو بڑھاپے کی آمد میں تاخیر کا سبب بن سکتا ہے۔نیز زیتون کے تیل سے شریانوں کی تنگی کو روکنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

زیتون کے تیل سے صفراوی تیزاب کی مقدار میں کمی ہوتی ہے اور آنت کی اندرونی سطح کی مسلسل تجدید میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔جو لوگ زیتون کے تیل سے چکنائی حاصل کرتے ہیں ان کے قولون (بڑی آنت) کے سرطان کا خطرہ نصف رہ جاتا ہے۔جن ممالک میں زیتون کا تیل عام استعمال ہوتا ہے وہاں دل کے امراض کی شرح دوسرے ممالک کی نسبت بہت کم ہے' کیونکہ زیتون کا تیل جسم میں مضر صحت کولیسٹرول کی پیداوار کو روکتا ہے۔

زیتون کے تیل میں موجود وٹامن ڈی جلد اور ہڈیوں کو بڑھاپے کے اثرات سے بچانے میں مدد دیتے ہیں۔

جن غذاؤں میں زیتون کے تیل کی مقدار ہوتی ہے ان کے استعمال سے خون میں شکر کی سطح کم ہو جاتی ہے۔اس طرح ذیابیطس اور دیگر ایسی خرابیوں میں افاقہ ہو جاتا ہے جن کا تعلق انسولین کی پیداوار سے ہوتا ہے۔

لازمی روغنی تیزاب Essential fatty acids خلیوں کا نہایت اہم حصہ ہوتے ہیں۔اس کے علاوہ اعصابی نظام میں بھی انہیں بہت اہمیت حاصل ہے۔جن عورتوں کے جسم میں واحد غیر سیر شدہ چکنائی کی بہت کم مقدار پہنچتی ہے ان کے لئے چھاتی کے سرطان کا خطرہ بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے۔اس چکنائی کا سب سے اچھا ذریعہ زیتون کا تیل ہے۔اس تیل کے فائدہ پہنچانے والے اثرات کا سبب وہ اومیگا3 نامی روغنی تیزاب ہے جو اس میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔زیتون کے علاوہ کینولا کے تیل میں بھی یہی صلاحیت پائی جاتی ہے۔اسے روغن زیتون کا بہترین نعم البدل قرار دیا جاتا ہے۔

## زیتون کے عام فوائد

زیتون کے پھل کو پانی میں ابال کر کلی کرنے سے مسوڑھوں کے امراض کو افاقہ ہوتا ہے۔منہ کے اندر کی پھنسیاں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔زیتون کا پختہ پھل بھولنے کے مرض (نسیان) میں مفید قرار دیا جاتا ہے۔ورم وغیرہ پر روغن زیتون لگانے سے ورم بہتر ہو جاتا ہے۔جوڑوں کے درد کے لئے بھی مفید ہے۔فالج کے مرض میں بھی زیتون کی مالش اچھے اثرات مرتب کرتی ہے۔روغن زیتون دائمی قبض کے لئے بھی فائدہ مند ہے اور پیٹ میں گیس نہیں بننے دیتا۔ایک چمچ روغن زیتون رات کو سوتے وقت کھانے سے پیٹ کے کیڑے خارج ہو جاتے ہیں۔پتے کی پتھری نکالنے کے لئے بھی روغن زیتون کو سنگترے وغیرہ کے رس میں ملا کر پیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ زیتون کے تیل کی مالش بچوں میں سوکھا پن پیدا نہیں ہونے دیتی اور انہیں فربہ اور مضبوط بناتی ہے۔

☆☆☆☆

چلتے چلتے

# شہد..........غذا بھی دوا بھی

سعید احمد ساجد

جیسے جیسے دنیا ترقی کرتی جا رہی ہے ویسے ویسے آئے روز نئی سے نئی تحقیق سامنے آ رہی ہے۔ شہد کی افادیت اور غذائیت سے آج بھی اکثر لوگ پوری طرح واقف اور جان کاری نہیں رکھتے۔ جبکہ اسی شہد کے بارے میں جو تحقیق کی گئی ہے اس کے مطابق شہد کا استعمال آج سے ہزاروں سال قبل سے ہو رہا ہے۔ ہزاروں سال پہلے غاروں میں رہنے والے انسان بھی اپنی غذا میں جنگلی پھلوں کے ہمراہ شہد کا استعمال کیا کرتے تھے۔ تاریخ عالم اس بات کی شاہد ہے کہ ہزاروں سال گزرنے کے باوجود بھی شہد کے ذائقے میں کوئی فرق نہیں آیا۔ وہ یوں کہ مصر کے اہرام میں سے تقریباً ساڑھے تین ہزار سال پہلے شہد سے بھرے ہوئے مرتبان برآمد ہوئے ہیں۔ جن میں خالص شہد تھا اور جب اسے ٹیسٹ کیا گیا تو اس کے ذائقے میں ذرہ بھر بھی تبدیلی یا فرق نہیں آیا تھا۔ اسی طرح سترہویں صدی عیسوی میں جب بحر اوقیانوس میں ڈوبے ایک جہاز کی تلاش کی گئی تو اس دوران اس جہاز میں سے ملنے والی دیگر اشیاء میں شہد کی بوتلیں بھی شامل تھیں اور جب ان بوتلوں کے شہد کو استعمال کیا گیا تو وہ بالکل خالص اور اپنی اصلی حالت میں پایا گیا تھا۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی بہت پہلے خالق کائنات، رب دو جہاں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا تھا کہ کنعان کے ملک میں بڑی افراط سے شہد اور دودھ ہوتا ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے جب غلہ کے حصول کے لئے کنعان سے مصر جا رہے تھے تو آپ علیہ السلام نے انہیں ہدایت کی کہ وہ مصر کے بادشاہ کے لئے تحفہ کے طور پر اپنے ساتھ وافر مقدار میں شہد لے کر جائیں۔ دوسری طرف خالق ارض و سما نے اپنے پاک کلام قرآن مجید کی سورہ نحل میں بڑی خصوصیت کے ساتھ شہد کی مکھی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"شہد میں انسان کے لئے شفاء ہے۔"

اس سے شہد کی افادیت، غذائیت اور اہمیت کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

اب ذرا احادیث کی طرف آیئے۔ مومنو کی ماں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شہد میں انسان کے لئے دو قسم کی شفا موجود ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ قرآن اور شہد کو اپنے اوپر لازم کر لے۔ حضور نبی کریم، رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی دوا کو شہد سے زیادہ افضل نہیں بتایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں ارشاد کیا گیا ہے کہ جنت

میں تمام نیک بندوں کو پانی کے بجائے دودھ اور شہد عطا کیا جائے گا۔

چین، جو کہ ایک قدیم ترین ملک ہے، اس کی اور دیگر کئی ملکوں کی پرانی قدیم کتابوں میں شہد کو اکسیر اعظم اور انسانی صحت وشفاء کے لئے ایک خزانہ بتایا گیا ہے۔ زمانہ قدیم کے اساتذۂ حکمت، دور جدید کی سائنسی وطبی تحقیقات، مغربی محققین اور جدید ماہرینِ غذائیات نے پوری تفصیل کے ساتھ شہد کی شفا بخش خصوصیات اور اس کی متعدد امراض میں افادیت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا ہے کہ شہد کی ایک بوند بھی انسان کو صحت مند، تندرست اور توانا رکھنے میں مدد دیتی ہے۔ یہ تمام تر داخلی وخارجی امراض کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ شہد ایک منفرد چیز ہے جو ............دوا بھی ہے............ اور غذا بھی ......یہ مفرح قلب ہونے کی وجہ سے طبیعت میں شگفتگی پیدا کرتا ہے۔ سائنسی تحقیق ہمیں یہ بھی بتاتی ہے کہ دودھ میں صرف 9 غذائی جزو ہیں جبکہ شہد میں 56 سے زائد غذائی اجزاء موجود ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی پاک کلام قرآن مجید کی سورہ نحل میں ارشاد ربانی ہے کہ شہد میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ اسی سورہ میں یہ بھی ارشاد ہوا کہ تمہارے رب نے شہد کی مکھی پر یہ بات وحی کر دی ہے کہ وہ پہاڑوں، درختوں اور ٹیلوں پر چڑھتی ہوئی بیلوں میں اپنے چھتے بنا کر ہر طرح کے پھلوں کا رس چوسے اور اپنے رب کی ہموار کی ہوئی راہوں پر چلتی رہے۔ اس مکھی کے اندر سے رنگ بہ رنگ کا شربت نکلتا ہے جس میں شفا ہے اور اسی شربت کو شہد کہتے ہیں۔ یقیناً جو لوگ قرآنی آیات پر غور وفکر کرتے ہیں ان کے لئے بھی اس میں ایک نشانی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے۔

"اس شخص پر اللہ تعالیٰ کا درود وسلام ہو جو ہر صبح کے وقت تین مہینے تک شہد کھاتا ہے، اس پر کوئی بڑی مصیبت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ شہد کا کھانا دل کو لطیف بناتا، نظر کو روشن کرتا اور طبیعت کے تکبر کو دور کرتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا پینے والی چیزوں میں سب سے زیادہ پسندیدہ مشروب شہد تھا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم شہد میں پانی ملا کر عصر کے بعد نوش فرمایا کرتے تھے۔

ہزاروں سال قبل اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونے والی کتاب بائبل اور بعض دوسری مذہبی کتابوں کے مطابق حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو بھی غذا کے طور پر یہی شہد بے حد پسند تھا، اور پھر شہد ہی کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ تمباکو نوشی یا شراب جیسا کوئی بھی اور نشہ کرنے والے حضرات کے لئے شہد بہت زیادہ فائدے مند ہوتا ہے۔ اس کے مسلسل استعمال سے ایسے تمام نشوں سے انسان چھٹکارا پا سکتا ہے۔

## شہد کی مکھیوں کی اقسام اور ان کا طریقۂ کار

شہد کی مکھیوں کی تین اقسام ہیں۔

- ☆ ڈومنا
- ☆ سارنگ
- ☆ بھگا

ان میں ڈومنا مکھی عام شہد کی مکھی سے قدرے لمبی، موٹی اور صحت مند ہوتی ہے اور بے حد خطرناک خیال کی جاتی ہے۔ ان مکھیوں کی ایک ملکہ ہوتی ہے جو صرف انڈے ہی دیتی ہے جبکہ دیگر خدمتگار مکھیاں چھتے بناتی، شہد جمع کرتی اور موم سے چھتے کی کھڑکیاں بند کرتی ہیں۔ ڈومنا مکھی کا بنایا ہوا



Scanned with CamScanner CamScanner

شہد کا چھتہ پانی کے مشکیزے یا اس سے بھی بڑا یعنی بھیڑ بکری کے قد کے برابر ہوتا ہے۔ زنبھی کا ڈنگ نہیں ہوتا ،ایک محتاط اندازے کے مطابق ایک چھتے کی ہر کوٹھڑی میں زنکھیاں سات سو سے تقریباً دو ہزار تک ہوتی ہیں۔ایک نکھی تقریباً دو ہزار پھولوں کے رس سے شہد کا ایک چیچ تیار کرتی ہے اور اس مشقت میں اسے اپنے چھتے سے چمن یا مطلوبہ پھولوں تک رسائی کے لئے تقریباً37 ہزار چکر لگانے پڑتے ہیں۔اس سے اس کی محنت شاقہ کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

## شہد حاصل کرنے کا طریقہ

شہد کا حصول ایسے ہی نہیں ہو جاتا۔ اس کے لئے بھی انسان کو بڑی تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔شہد حاصل کرنے کے دو عام طریقے ہیں۔پہلے طریقے کے مطابق شہد کے چھتے کے نیچے کسی بھی طریقے سے دھواں پیدا کیا جاتا ہے جس سے چھتے میں موجود مکھیاں اڑ جاتی ہیں۔پھر ایک نوکدار بھالے کی مدد سے چھتے میں سوراخ کر کے اس میں سے شہد حاصل کیا جاتا ہے۔دوسرے طریقے کے مطابق کوئی ایک آدمی موٹا کمبل اوڑھ کر ایک نوکدار بھالا لے کر چھتے کے نیچے بیٹھ جاتا ہے پھر بھالے کی تیز نوک سے چھتے میں سوراخ کرتا جاتا ہے جن کے ذریعے شہد ٹپک ٹپک کر نیچے رکھے گئے برتن میں جمع ہوتا رہتا ہے۔

یوں تو شہد سے تقریباً ہر بیماری کا علاج ممکن ہو گیا ہے لیکن یہاں پر مختصراً دو امراض کا ہم ذکر کر رہے ہیں جن کے علاج میں شہد تیر بہدف ثابت ہوتا ہے۔پہلے نمبر پر اسہال کے علاج کے لئے شہد ایک منفرد اور زود اثر دوا ثابت ہوتا ہے۔اس میں اسہال کی ہر مرحلے میں مقابلہ کرنے کی صلاحیت بہت زیادہ پائی جاتی ہے۔اسہال کی بیماری آنتوں کی سوزش سے پیدا ہوتی ہے۔شہد کے استعمال سے عموماً شروع شروع میں اسہال میں اضافہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے مریض پریشان بھی ہو جاتا ہے لیکن یہ بھی شہد کا اپنا ایک طریقہ ہے اثر کرنے کا جبکہ بعد میں آہستہ آہستہ اسہال میں کمی ہوتی جاتی ہے کیونکہ شہد مزید اسہال پیدا کر کے مریض کے جسم سے فاسد اور زہریلا مادہ باہر نکال دیتا ہے۔یہ مریض کے جسم میں موجود جراثیم کو ختم کر کے اس میں نمکیات کی کمی کو پورا کرتا ہے۔

دوسرے نمبر پر گردوں کے امراض میں بھی شہد بے حد تاثیر کا حامل ہے۔گردوں کی سوزش کی وجہ سے مریض کو بہت زیادہ تکلیف محسوس ہوتی ہے۔اس کا علاج شہد اور جلے ہوئے پانی سے کیا جاتا ہے۔جلے ہوئے پانی سے مراد آب مقطر یا زیادہ پکا ہوا پانی ہے۔گردوں کی سوزش کے علاج کے لئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کو آب مقطر یا بارش کے پانی میں ملا کر مریض کو پلانے کا ارشاد فرمایا ہے۔گردوں کی بیماری عام طور پر موسم گرما میں کم پانی پینے سے یا پھر ایسا پانی پینے سے لاحق ہوتی ہے جس میں کیلشیم اور دیگر معدنیات کے غیر حل پذیر نمک وغیرہ ہوتے ہیں۔کم پانی پینے سے جسم کی نجاستیں خارج نہیں ہو پاتیں اور دیگر زہریلے مادے جو جسم میں گردش کرتے رہتے ہیں، درمیان میں کسی جگہ پر جمع ہو کر گردوں میں سوزش پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں یا انہیں پتھر بنا دیتے ہیں۔پتھری کے بننے میں ہاضمے کی خرابی کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔گوشت کو ہضم کر کے معدہ کیلشیم اور یوریا بنانے لگتا ہے چونکہ یہ نمک پانی میں حل نہیں ہوتے اس لئے گردے، مثانے اور پتے میں جمع ہو کر پتھری بنا دیتے ہیں۔اگر ہر موسم میں، خاص طور پر موسم گرما میں، پانی کافی مقدار میں پیا جائے تو یہ نمک پیشاب کے

ذریعے خارج ہو جاتے ہیں۔ شہد چونکہ قوت ہاضمہ کو درست رکھنے میں کمال تاثیر رکھتا ہے۔ اس لئے یہ پانی کے ساتھ مل کر گردوں سے تمام غلاظت کو دھو ڈالتا ہے اگر گردوں میں سوزش پیدا ہو جائے تو شہد جراثیم کش ہونے کے ناطے جراثیم کو ختم کر ڈالتا ہے۔ اس طرح جراثیم اور جسم کی غلاظت دھل کر خارج ہو جاتی ہے اور گردے پھر سے اپنا عمل درست طریقے سے کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

شہد ایک مکمل اور زود ہضم غذا ہے، جس سے انسانی جسم کی ہر طرح کی کمزوری دور ہو جاتی ہے۔ اس کے استعمال سے جسم کے زہریلے اثرات زائل ہو جاتے ہیں، جس سے جسم کو تقویت پہنچتی ہے اور اس کی قوت مدافعت میں بے حد اضافہ ہو جاتا ہے۔ شہد سے یرقان کا مکمل اور یقینی علاج ممکن ہے۔ جن امراض کے علاج میں پہلے گلوکوز استعمال کیا جاتا تھا اب ان میں شہد کا استعمال کروایا جاتا ہے، کیونکہ جدید طبی تحقیق کے مطابق شہد میں گلوکوز کی مقدار بدرجہ اتم موجود ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ شہد خون کے سرخ ذرات میں اضافہ کرتا ہے اور فقر الدم (خون کی کمی) کے علاج میں بھی بے حد مفید ثابت ہوا ہے۔ یہ چونکہ جراثیم کش ہوتا ہے اس لئے بدبو اور تعفن کو دور کرتا ہے، پھوڑے پھنسیوں اور ہر قسم کے زخموں کو مندمل اور درست کرتا ہے۔ شہد معدے، آنتوں اور جگر کے ورم کے علاج میں بے حد مفید ثابت ہوا ہے جبکہ پتھری کو گلانے میں تو اس کا جواب ہی نہیں۔ یہ اعصاب کو تسکین اور اعضائے رئیسہ کو بے حد تقویت دیتا ہے۔ اسی لئے غالباً بعض طبیب علاج سے مایوس اپنے مریضوں کو آخری علاج کے طور پر شہد کا استعمال کرواتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے دور کے ایک مشہور عیسائی طبیب کے مطابق فالج، لقوہ اور سُن ہونے کے مریضوں کے لئے یہی شہد آبِ حیات سے کم درجہ نہیں رکھتا۔

## شہد کے استعمال میں چند ضروری احتیاطی تدابیر

☆ کہا جاتا ہے کہ مچھلی کے ساتھ شہد استعمال کرنے سے جذام، برص اور قولنج کا مرض ہو جاتا ہے اس لئے ایسا کرنے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

☆ گوشت یا چاولوں کے ساتھ شہد کے استعمال سے پیٹ میں مروڑ ہونے لگتے ہیں۔

☆ لہسن اور خربوزہ کے ساتھ شہد استعمال کرنے سے درد معدہ کا اندیشہ ہوتا ہے۔

☆ شہد اور گھی کے ایک ساتھ استعمال کرنے سے فالج ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔

☆ کالے رنگ کا شہد بالعموم زہریلا ہوتا ہے۔

☆ شہد زیادہ مقدار میں یا بے وقت کھانے سے نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

ہمیں چاہئے کہ ان احتیاطی تدابیر پر عمل پیرا ہوتے ہوئے شہد کی اہمیت، افادیت اور غذائیت سے بھرپور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ یہ جو ہم لوگ اپنے ناشتوں میں جام، جیلی اور مکھن وغیرہ کا استعمال کر کے اپنے آپ کو ماڈرن ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کی جگہ ہم شہد کو اپنا لیں تو اس کی افادیت سے ہم بھرپور لطف اندوز ہونے کے ساتھ ساتھ سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کا دین و دنیا میں ثواب بھی حاصل کر سکتے ہیں۔

☆☆☆☆

# ہماری دستاویزی فلمیں

| نمبر شمار | نام | دورانیہ | نمبر شمار | نام | دورانیہ |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | علامہ اقبال 35MM/VHS (بلیک اینڈ وائٹ) | 30 منٹ | 18 | مرزا غالب (اردو) 35MM/VHS | 80 منٹ |
| 2 | آرکیٹیکچر اِن پاکستان 35MM/VHS | 20 منٹ | 19 | پاکستان، پاسٹ اینڈ پریذنٹ (انگلش) 35MM/VHS | 30 منٹ |
| 3 | آرٹ اِن پاکستان (انگلش) 35MM/VHS (بلیک اینڈ وائٹ) | 30 منٹ | 20 | پاکستان۔اے پورٹریٹ (انگلش) VHS/U.MATIC.35MM | 30 منٹ |
| 4 | برتھ آف پاکستان (انگلش) 35MM/VHS (بلیک اینڈ وائٹ) | 30 منٹ | 21 | کارپٹس (اردو) 35MM | 20 منٹ |
| 5 | کلچرل ہیریٹیج آف پاکستان (اردو) 35MM/Betacam | 20 منٹ | 22 | پی ایم اے کا کول (اردو) 35MM/U.Matic | 30 منٹ |
| 6 | چلڈرن آف پاکستان 35MM/VHS/U.Matic | 20 منٹ | 23 | پاکستان پینوراما (اردو، انگلش، عربی) 35MM/U.Matic | 20 منٹ |
| 7 | کری ایٹو ہینڈز (انگلش) 35MM/U.Matic | 30 منٹ | 24 | ویلی آف سوات (اردو) 35MM | 20 منٹ |
| 8 | گندھارا آرٹ (انگلش) 35MM/U.Matic | 20 منٹ | 25 | پاکستان سٹوری (اردو) VHS/35MM | 70 منٹ |
| 9 | گریٹ ماؤنٹین پاسز اِن پاکستان (انگلش) 35MM | 20 منٹ | 26 | پاکستان لینڈ اینڈ اٹس پیپلز (انگلش) 35MM | 30 منٹ |
| 10 | گرین ٹریل اِن پاکستان (اردو، انگلش) 35MM/VHS/U.Matic | 10 منٹ | 27 | پاکستان پرامزنگ لینڈ (انگلش) 35MM/U.Matic | 50 منٹ |
| 11 | جرنی تھرو پاکستان (اردو، انگلش) 35MM | 20 منٹ | 28 | قائداعظمؒ (اردو) 35MM/VHS | 30 منٹ |
| 12 | لیکس اِن پاکستان (اردو) 35MM | 30 منٹ | 29 | سوہنی دھرتی۔پاکستان (انگلش) 35MM/VHS/U.Matic | 30 منٹ |
| 13 | مونومنٹس آف پاکستان (اردو) 35MM/VHS | 20 منٹ | 30 | سینیک بیوٹی آف پاکستان (اردو) 35MM | 20 منٹ |
| 14 | موہن جوڈرو (انگلش) 35MM | 20 منٹ | 31 | انڈس۔دی ریور آف ہسٹری (اردو) 35MM | 20 منٹ |
| 15 | مائنارٹیز اِن پاکستان (انگلش، اردو) 35MM/UHS/U.Matic | 20 منٹ | 32 | انڈسٹریل گروتھ آف پاکستان 35MM | 20 منٹ |
| 16 | میرج کسٹمز 35MM/VHS | 20 منٹ | 33 | ناردرن ایریاز (انگلش) 35MM | 30 منٹ |
| 17 | وائلڈ لائف اِن پاکستان (اردو) 35MM | 30 منٹ | 34 | جیم اینڈ جیولری (انگلش) 35MM/VHS/U.Matic | 20 منٹ |

رابطہ برائے خریداری

مینیجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف فلمز اینڈ پبلی کیشنز بی۔ایف بلڈنگ زیرو پوائنٹ، اسلام آباد۔پاکستان فون: 051-9252182 فیکس: 051-9252176

Scanned with CamScanner

# ہماری مطبوعات

| نمبر شمار | مطبوعات | زبان | قیمت پاکستانی روپے | قیمت امریکی ڈالر |
|---|---|---|---|---|
| 1 | قائداعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (مجلد) | انگریزی | 150/= | $-05 |
| 2 | قائداعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک) | انگریزی | 95/= | $-04 |
| 3 | قائداعظم محمد علی جناحؒ خطبات اور ارشادات بطور گورنر جنرل 1947ء تا 1948ء (پیپر بیک) | اردو | 95/= | $-04 |
| 4 | قائداعظم محمد علی جناحؒ (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (مجلد) | انگریزی | 425/= | $-17 |
| 5 | قائداعظم محمد علی جناحؒ (تصویری البم) 1876ء تا 1948ء (پیپر بیک) | انگریزی | 350/= | $-17 |
| 6 | اقوال قائدؒ (مجلد/پیپر بیک) | انگریزی | 50/= | $-03 |
| 7 | جناحؒ اور ان کا دور (از عزیز بیگ) | انگریزی | 250/= | $-10 |
| 8 | پاکستان۔فرام ماؤنٹینز ٹو سی (از محمد امین۔ڈنکن ویلیس۔گراہم ہینکاک) | انگریزی | 650/= | $-20 |
| 9 | پاکستان۔چینی مصوروں کی نظر میں (ین ینگ اینڈ ثو ہوا) | انگریزی، عربی فرانسیسی، چینی | 500/= | $-20 |
| 10 | پاکستان۔ہینڈی کرافٹس | انگریزی | 100/= | $-04 |
| 11 | پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 2001ء (چھ جلدیں) | انگریزی | 450/= | $-17 |
| 12 | پاکستان کرونولوجی 1947ء تا 2001ء (پیپر بیک) (چھ جلدیں) | انگریزی | 400/= | $-15 |
| 13 | مسلم آرٹ اینڈ ہیریٹیج آف پاکستان (از ڈاکٹر اے ایچ دانی) | انگریزی | 100/= | $-04 |
| 14 | گندھارا آرٹ ان پاکستان (از ڈاکٹر اے ایچ دانی) | انگریزی | 100/= | $-04 |
| 15 | وحدتِ افکار (علاقائی شاعری سے انتخاب) | اردو | 100/= | $-04 |
| 16 | اسلامی معاشرتی اقدار | اردو | 15/= | $-01 |
| 17 | پاکستان پکٹوریل (دوماہی) | انگریزی | 40/= فی شمارہ<br>200/= سالانہ | $-35 سالانہ |
| 18 | المصورہ (دوماہی) | عربی | 40/= فی شمارہ<br>200/= سالانہ | $-35 سالانہ |
| 19 | سروش | فارسی | 15/= فی شمارہ<br>150/= سالانہ | $-20 سالانہ |
| 20 | ماہ نو (ماہنامہ) | اردو | 10/= فی شمارہ<br>100/= سالانہ | $-15 سالانہ |

## رابطہ برائے خریداری

مینیجر: ڈائریکٹوریٹ جنرل آف فلمز اینڈ پبلی کیشنز بی۔ایف بلڈنگ زیرو پوائنٹ، اسلام آباد۔پاکستان :فون 051-9252182 فیکس: 051-9252176

Scanned with CamScanner